

# الچھی مائیں

مصنف

شیخ الشیر دالمدین احمد بن احمد بن الحسیب الْخَمْرِی

حضرت علامہ عشقی خور فیض احمد دیکن بخاری طلب الاعلیٰ

معارف اہتمام

سماجزادہ عطاء اللہ الجوہل افغانی

آخر کتبہ اور پیر رضویہ

بیانیہ بندیہ اولپور

Click For More Books

/archive.org/details/@zohaibhasa

## ﴿ تَهْمِيد ﴾

نَحْمَةٌ وَنَسْلُكُ عَلَّا دُولَةُ الْكَرِيمِ لِمَا بَعْدِ

فَاعْوَذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلام میں عورت کا مقام اور غیر مذاہب میں اس کی زبوں حاصل

عورت خواہ ماں کے روپ میں ہو، بیٹی، بہن کے روپ میں غرض ہر صورت اس کی عزت و مکریم ہم پر واجب ہے۔ عورت جس کو اسلام نے ایک خاص مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔ جیسے دیکھتے ہیں کہ اسلام سے قبل اس کی کتنی عزت و قدر کی جاتی تھی۔ دنیا کی تاریخ کا اگر مطالعہ کریں تو یہ بات ہم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اکثر اقوام عورت کی عزت نہیں کرتی تھیں۔ عورت کو محض لوگوں اور پاؤں کی جوئی سمجھ کر اس پر شب و روز ظلم و ستم کے پھاڑتوڑے جاتے تھے۔ قبل از اسلام جیتن، روم یونان اور ہندوستان تہذیب اور تمدن کے گھوارے صور کئے جاتے تھے۔ جہاں سے صحیح معنوں میں تہذیب و تمدن کی کرنیں پھوٹتی تھیں لیکن یہاں پر بھی عورت کو قسطنا احترام کی نظر توں سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ یہاں بھی عورتوں سے دھشیانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ اس وقت کے ایک یونانی عالم سقراط کا کہنا ہے:

”عورت سے زیادہ دنیا میں فتنہ اور فساد کی جزا اور کوئی نہیں۔“

ای طرح ایک انگریز مشکر کا بیان ہے کہ ”عورتوں پر ظلم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یورپ کے مختلف اوقات میں تقریباً توے لاکھ عورتوں کو زندہ جلا دیا گیا اور ہندوستان میں تو یہ رسم کہیں کہیں پائی جاتی ہے۔ ان کے عقیدے اور مذہب کے مطابق عورت صرف ایک شادی کر سکتی ہے لہذا اگر اس کا خاوند خواہ جوانی میں ہی فوت

ہو جائے تو اس کا اس دنیا میں اپنے خاوند کے بغیر جینے کا کوئی حق نہیں ہے لہذا اسے بھی عین جوانی کے ہی عالم میں (اگر اس کا خاوند فوت ہو گیا ہو تو) مرد کے ساتھ زندہ جلادیا جائے۔ اگرچہ آجکل ایسا زیادہ تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی اس پر دوسری شادی نہ کرنے کی پابندی ضرور کرو جاتی ہے۔ یہ صورت حال ہندو دھرم کی ہے۔

### (عرب میں عورت کی زبوب حالی)

دوسرے ممالک کی طرح عرب میں بھی عورت کا حال زبوب تھا لیکن یاد رہے عرب کے مختلف قبائل اور خاندانوں کو ایک طرح سے اہل عرب کہہ کر تمام لوگوں کو مذہبی تمدنی اور اخلاقی حالت میں یک جا کر دیتے ہیں۔ مثلاً چند قبائل اگر اپنی بیوکیوں کو زندہ درگو رکر دیتے تھے اور عورتوں پر شبانہ روز ظلم و تم کی انتہا کر دیتے تھے تو ہم تمام عربوں کو اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ حالانکہ قطعاً ایسی بات نہیں ہے۔ عورت کے متعلق اہل عرب کے خیالات، احساسات اور نظریات کوئی پر نہایت ہی سادہ اور طبعی اور کوئی نہایت ہی غلط فہم کے تھے۔ قبل از اسلام اہل عرب کسی شریعت کے پیروکار نہ تھے اور نہ ہی باقاعدہ طور پر کسی خاص ضابطہ اخلاق کے پابند تھے، بدلتے ہوئے حالات اور واقعی ضرورتوں کے پوش نظر ان کے نظریات و خیالات بدلتے رہتے تھے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ چند ہتھے سورج کے پرستار تھے جیسے کہ آج کل بھی ہیں، عورت سے میل جوں اور رکھ رکھاؤ کے لئے ہر مذہب اور ہر قبیلہ نے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ نظریات اور قوانین بنائے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ کے ہر فرد کو اپنے قوانین کی پابندی کرنا پڑتی تھی اور عرب جن میں زیادہ تر خانہ پدوش تھے نتوکسی قاعدے اور قانون کے پابند تھے اور نہ ہی اپنے نظریات کو دوسری قوموں کے نظریات کے سامنے میں ڈھال کر سمجھا کر سکتے تھے۔

قرآن اولی میں عورت مرد کی نظر میں بدی کا مجسم تھی اور اکثر مذہب اہب کا خیال تھا کہ

یہ عورت ہی ہے جس نے انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس سے نکلا کر تمام بني نوع انسان کو مصائب و آلام اور مشکلات میں پھنسا دیا ہے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔

عورت کو نہ صرف بدی کا بکھرنا پا کی کا مجسمہ بھی کہا جاتا تھا ان کے خیال میں لوگوں میں شہوانی چذبائی ایجاد کرنے اور بھڑکانے والی ذات صرف اور صرف عورت کی ہے اور انسان جس سے شیطانی افعال ہر زد ہوتے ہیں، ان سب کی ذمہ داری عورت پر ہے لیکن عرب اس نقطہ نظر سے قطعی طور پر نہ آشنا تھے اور انہوں نے کبھی غیر قوموں کی تقلید میں عورت کو ناپا کی اور بدی کا مجسمہ پھینکا نہیں اور محض اس بناء پر اس سے تحریر آمیز سلوک کرنے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔

روسیوں کی طرح عربوں نے عورت کے متعلق کوئی مخصوص اجتماعی پالیسی وضع نہیں کی۔ رومی ایک وسیع و عریض سلطنت کے مالک اور حاکم تھے اور ان کے لئے سلطنت کے باشندوں اور ان کے مختلف طبقات کے حقوق و واجبات کا تعین کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ بُنیادی حقوق وضع کرتے وقت انہوں نے عورت کو ان لوگوں کے زمرے میں رکھا جو ہر طرح کمزور اور دوسروں کی مدد کے ہر ہر وقت محتاج ہوتے ہیں۔ انہیں عورت کی ذات سے کوئی دشمنی نہ تھی، لیکن اس کی خلقی کمزوری اس کے لئے وہاں جان بن گئی اور کمزوروں، ضعیفوں اور مبتا جوں کے ساتھ جو سلوک ممکن ہو سکتا ہے وہی عورت سے کیا گیا۔

لیکن عرب اس تہذیب و تمدن سے بھی بالکل ہوا قف تھے، جو ان کے ساتھ الگ الگ میں رائج تھی اور جس میں باشندوں کو کئی طبقات میں تقسیم کر کے ان کے ساتھ الگ الگ سلوک کیا جاتا تھا۔ ان کی طبیعت بد و یانہ تھی اور وہ ملکی قوانین کے بجائے اپنے نفس کی خواہشات کے پابند تھے اور نفسانی خواہشات وقت اور حالات کے مطابق رنگ بدلتی رہتی۔

تحمیں۔ کبھی تو وہ عورت سے لوڈ یوں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے اور کبھی اس قدر تعظیم سے پیش آتے تھے کہ بیٹی کی نسبت باپ کے بجائے ماں سے کیا کرتے تھے۔ نارخ عرب میں خال خال ہمیں یہ واقعات بھی ملتے ہیں کہ کسی شخص نے عورت کی عزت بچانے کی خاطر اپنے رقبوں سے کچھ اس طرح انقام لیا کہ پڑھ کر رہ نگئے کھڑے ہو جاتے ہیں چنانچہ بنو بکر اور بنو غلب کی بآہمی لڑائی اس کی مثال ہے۔ یہ جگ چالیس سال جاری رہی۔

یہ امر بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ عرب تھے جو اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی وجہ سے غربت کے باعث اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے اور یہ سلسلہ قیس بن عاصم سے شروع ہوا۔ ایک جگ کے دوران اس کی نہایت ہی خوبصورت اور جوان بیٹی کو اٹھا کر کے لے گئے۔ قیس نے اس کو بچانے کی کوشش کی اور جب وقت آیا تو اس کی بیٹی نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اس کے ہاں جو بھی بیٹی پیدا ہوگی اس کو زندہ درگور کر دے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔

عربوں کی حالت نہایت خراب تھی۔ ترکے میں سے ان کو کچھ نہ ملتا تھا۔ عرب کی کہادت تھی کہ میراث صرف اس کا حق ہے جو ہاتھ میں توار پکڑ سکتا ہو۔ اسی بنا پر چھوٹے بچوں سمیت عورتوں کو بھی وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ لڑکیوں میں مفتون حقبہ قبیلہ کی عورتیں عین میدان جگ میں فاتحین کے تصرف میں آ جاتی تھیں، اگر صلح ہو جاتی تو عورتیں واپس کر دی جاتیں۔

جہاں عربوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو اپنی عزت و ناموس کی خاطر بیٹیوں کو زندہ درگور کر دے گرتے تھے وہاں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو فاقہ کشی غربت اور عیال داری کے باعث بیٹیوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتے تھے۔ اس کا بیٹیں ثبوت یہ ہے کہ صھصہ بن ناجیہ نوزائدہ بچیوں کو ان کے والدین سے خرید لیا کرتا تھا اور خود ان کی پروش

کرتا تھا۔ چنانچہ بعض روایات میں مذکور ہے کہ اس نے اس طرح لڑکیوں کو خرید کر ان کی جانیں بچائیں اگر عرب محض عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر لڑکیوں کو قتل کیا کرتے تھے تو وہ بھی انہیں مذکورہ بالا شخص کے پاس ہرگز ہرگز نہ بیچتے کیونکہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والوں کے نزدیک اس سے زیادہ اور کیلیات عار کا موجب ہو گی کہ وہ اپنی لڑکی کو دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیں۔

خود فرق آن کریم بھی اس امر کی تقدیق کرتا ہے کہ عرب اپنی لڑکیوں کو مغلی کے باعث بھی قتل کیا کرتے تھے چنانچہ ارشادِ خدا تعالیٰ ہے ”تم اپنی اولاد کو غربت کے ذریعے قتل نہ کرو۔“ عرب جو کہ ایک جزیرہ نما صحراء تھا وہاں دور روستک پانی کا نام و نشان تک نہ ملتا تھا۔ عرب قبائل جہاں کہیں کوئی چشمہ اور نخلستان دیکھتے وہاں ڈیرہ لگا لیتے چونکہ چشمے بہت کم تھے اور آبادی زیادہ تھی اس لیے ہر قبیلہ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ وہ دوسرے قبیلے پر حملہ کر کے چشمہ پر خود قبضہ کر لے۔ لیکن چشمہ پر قابض قبیلہ بھی آسانی سے اپنی شکست تسلیم کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا جگہ چھوڑنا ان کے لئے موت اور ہلاکت کو خود آواز دینے کے مترادف تھی یہی وجہ تھی اس قسم کے قبائل میں قومی غیرت بد رجہ اتم پانی جاتی تھی۔ وہ اپنی اپنی عورتوں کی عزت و ناموس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز خیال رکھتے تھے انہیں بجا طور پر یہ خیال رہتا کہ آج اگر ہم اپنی اور اپنی عورتوں کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے میں ناکام رہے تو کل کوہم اپنے قبیلے کی حفاظت کرنے میں بھی ناکام رہیں گے۔ ہمارے دشمن ہمیں تپتے ہوئے صحراؤں میں دھکیل کر ہماری ہلاکت کو نزدیک تر لے آئیں گے۔

جہاں عزت و ناموس کی حفاظت پر کمر بستہ رہنے کا سب سمجھنی رزق تھا وہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا سب سے بڑا سبب یہ بھی سمجھا جا سکتا تھا کہ اگر دشمنوں نے ہم پر حملہ کیا تو ہو سکتا ہے ہم اپنی عورتوں کی عصمت اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے میں

کامیاب نہ ہو سکیں اور شمنوں کے ہاتھ آ جائیں۔ اس صورت حال سے عہدہ برآں ہونے کا بہترین طریقہ انہوں نے یہی سوچا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جائے تاکہ آنندہ ان کی عزت و ناموس پر کوئی حرف نہ آ سکے۔

اسلام کی آمد سے پیشتر یہودیوں کے عقائد کے مطابق عورت کی معاشرتی حیثیت انہائی پست تھی۔ ان کے ہاں عورت کی کوئی کوسرے سے تسلیم ہی نہیں کیا جاتا تھا۔ یہودی قانون کے مطابق تعداد ازدواج میں بیویوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں اور شادی شدہ عورت اپنے ماں میں تصرف نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ کسی کے ساتھ عقد (معاہدہ) کرنے کی اہل نہیں ہے اور جو کچھ اس کی ملکیت میں ہے وہ اس کے شوہر کا ہے۔

بھارت کے قدیمی باشندے عورت کو بھی شودرتی تصور کرتے تھے۔ ایک بھارتی ودوان کا بیان ہے کہ عورت کے دو ہی کام ہندو دھرم کے مطابق تھے ایک یہ کہ عورت دل بہلاوہ ہے۔ شغل ہے اور مرد کو خوش رکھنے کے بغیر اور کچھ بھی نہیں۔ دوسرے جب عورت فارغ ہو تو وہ خاوند کے قدموں کی طرف بیٹھنے سیاپھراں کے پاؤں دبائے تاکہ اس کے خاوند کی رحمت ہمیشہ اس بد نصیب پر ہے اور وہ دھنکاری نہ بن جائے پس وہ ایک تو شغل کا سامان ہے اور دوسرے چپنوں کی داسی ہے۔ ویدانتی ہندو شاستر نے عورت کو زندہ اور کثیف ظاہر کیا ہے۔<sup>۱۶</sup> (ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر، اکتوبر ۱۹۵۲ء) بسا اوقات عورت کو پیدا ہوتے ہی اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے۔ ضرب المثل مشہور تھی۔

یعنی ڈھول، جاہل، شودر، حیوان اور عورت سے کام لینے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ

انہیں مار پیٹ کی جائے۔ اسی قسم کے خیالات کی بناء پر عورت کو پاؤں کی جوتی قرار دیا

جانا تھا۔ باپ کی، خادم کی یا اپنی اولاد کی وراثت میں سے وہ کوئی حصہ نہیں پاسکتی تھی۔ پرانی زمانے کے ہندوؤں میں یہ رواج تھا کہ ایک عورت جس شخص سے بیا ہی جاتی تھی، اس کے مرنے پر اس کے ساتھ زندہ جانے پر مجبور کیا جانا تھا۔

### قبائل عرب:

بعض قبائل جوسفا کی اور بے رحمی اور حشمت میں لاثانی تھے۔ یہ عورتوں پر کچھ اس انداز سے مظالم ڈھانتے تھے کہ روح تک بھی لرزائھتی ہے۔ ایسے قبائل بڑائیوں میں اپنی حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی عورتوں کو گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑے کو اتنا سر پٹ دوڑاتے کہ ان کے ٹکڑے اڑ جاتے۔

غرض مجموعی حیثیت سے عورت بدترین مخلوق اور ہر قسم کے جبر و تقدی کا تختہ گاؤں عشق تھی جس کے گھر میں بڑی پیدا ہوئی اس کوخت رنج ہوتا اور شرم کے مارے لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ سورۃ النحل میں ہے، ”اور جب ان میں سے کسی بڑی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کامنہ کالا پڑ جاتا ہے۔ غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اس خوشخبری کے رنج سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ اس کو قبول کرے یا زندہ زمین میں دفن کر دے۔“ اور ایسے لوگ ذلت کو قبول کرنے کے بعد نظر سے اپنی بیٹیوں کو زندہ درکور کر دیا کرتے تھے۔

ابو حمزہ ایک رئیس تھا اس کے ہاں بڑی پیدا ہوئی تو اس نے گھر میں رہنا چھوڑ دیا اس پر اس کی بیوی اشعار پڑھ پڑھ کر پنجی کو لودیاں دیتی تھی۔

ترجمہ: ”ابو حمزہ کو کیا ہو گیا ہے..... ہمارے پاس نہیں آتا..... بھائے کے گھر میں رات بسر کرتا ہے وہ اس بات پر ناراضی ہے کہ ہم بیٹے نہیں جنتے۔ خدا کی قسم یہ ہمارے اختیار

کی بات نہیں ہے۔“

یہ کتنی ذلت کی بات تھی کہ وہ لوگ ہر چیز برداشت کر لیتے لیکن انہیں برداشت نہ تھی تو عورت وہ بھی اپنی لخت جگر۔

### ﴿مزید عورت کی زبوب حالی کے واقعات﴾

مشکل سے کوئی مسئلہ ایسا ملے گا جس میں اس قدر کثرت کے ساتھ لوگوں نے اتفاق رائے سے کام لیا، جتنا عورت کے مسئلہ میں وہ متعدد خیال ہیں۔ مطالعہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شاذ صورتوں کے ہر شخص نے اسی پر زور دیا ہے کہ عورت کی فطرت مرد کے مقابلہ میں بہت کمزور اور اونٹی ہے، حتیٰ کہ زمانہ قدیم میں یہی امر مابدا نزاع تھا کہ عورت کے پاس نفس بھی موجود ہے یا نہیں۔

ہندو چین، یونان و روما میں بھی جو تہذیب و شاستری کے گھوارے سمجھے جاتے تھے۔ عورت سے احتراز کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی جیسا کہ ان کی روایات علم الاصنام سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ خود چیزوں سے ایک دیوتا نے پوچھا کہ ”سلسلہ تناصل کے مسئلہ میں تو ہمیں عورت کی طرف سے بے نیاز نہیں بنادیتا“ (اور شاید اسی غروری کی سزا ہے کہ اب میکائی سے تو الد و تناصل کا طریقہ زیر غور ہے جس میں مرد کی ضرورت بالکل باقی نہیں رہتی) ایک جگہ اور اسی قسم کے درخواست پیش کی گئی کہ ”اس آفتاب کے نیچے مردوں پر عورتوں کی بلا کیوں مسلط کی گئی ہے۔

### عورت سانپ سے بدتر﴾

برداشت اندرونیکی یونانیوں کا خیال عورت کے متعلق ان کے اس فقرہ سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ ”۲۶ گ سے جل جانے اور سانپ کے ڈسے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کے شر کا مدعا و محال ہے۔“

### عورت فتنہ و فساد ﴿۱﴾

ستراط کہتا ہے کہ عورت سے زیادہ فتنہ و فساد کی چیز دنیا میں اور کوئی نہیں۔ وہ فلی کا درخت ہے کہ بظاہر بے انتہا خوبصورت و خوش نما نظر آتا ہے، لیکن جب کوئی چیز یا اسے کھاتی ہے تو مر جاتی ہے افلاطون کا قول ہے کہ ”جتنے ذلیل و ظالم مرد ہیں، وہ سب نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں۔“ پھر عورت کی ذلیل کا خیال صرف حکماء و فلاسفہ کے دماغ میں مرکوز رہتا تھا، بلکہ مذہبی دنیا میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا تھا۔ چنانچہ قدیس برنا رکھتا ہے کہ ”عورت شیطان کا آلہ ہے۔“ یوحنہ مشقی کا قول ہے کہ:

### عورت امن کی دشمن ﴿۲﴾

”عورت کر کی بیٹی ہے اور امن و سلامتی کی دشمن،“ بلکہ روایات انجلی کے مطابق حضرت عیسیٰ کا خود اپنی ماں کو جھڑک دینا ظاہر ہے۔

### جانور کی طرح ذبح کی جاتیں ﴿۳﴾

یورپ اور علی الخصوص رومہ الکبریٰ جو عیسویت کا مرکز تھا اور جہاں مبلغین امن کی جماعتیں ہر جگہ تعلیماتِ مسیح کی تبلیغ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں، اس لحاظ سے اس قدر گراہوا تھا کہ مشکل سے اس کی کوئی نظریں سکتی ہے۔ یہاں عورتوں کی حالت اور عذیبوں سے بدتر تھی، ان پر ایک جانور کی طرح حکومت کی جاتی تھی اور یقین کیا جاتا تھا کہ اس طبقہ کو آرام و آسائش کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ذرا ذرا سے قصور میں یہ ذبح کر دی جاتی تھیں اور محض بے غیاد اڑامات پر آگ میں ڈال دیا جاتی تھیں۔ سلوویں اور ستر ہویں صدی عیسوی میں جب جادو کا اعتقاد نہایت رسوخ کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا، اس وقت اکثر صورتوں میں غریب عورت ہی پر اڑام رکھا جاتا تھا اور وہی ظلم کا شکار ہوتی تھی۔

### عورتیں جلائی جاتیں ہے)

الگرڈر ششم نے ۱۸۹۲ء میں، لوئی وہم نے ۱۹۵۴ء میں، اورین ششم نے ۱۹۵۲ء میں جس بے دردی کے ساتھ عورتوں اور ان کے بچوں کو سحر کے الزام میں ذبح کیا، اس سے تاریخ یورپ کے صفحات رنگین ہیں۔ ملکہ الز بنتھا اور جیس اول کے عہد میں ہزاروں عورتوں کا اس جرم میں جلایا جانا اور لانگ پارلیمنٹ کے زمانہ میں سوی دیا جانا تاریخ کے کھلے ہوئے واقعات ہیں۔

### عورتوں پر ظلم ہے)

اسکاٹ لینڈ کا باڈشاہ جیس ششم جب ڈنمارک سے شادی کر کے واپس آیا تو اس سے کہا گیا کہ چند عورتوں نے راستہ میں جمع ہو کر طوفان برپا کرنے کا سحر کیا، چنانچہ یہ عورتیں گرفتار کی گئیں اور اقبالی جرم کے لئے انھیں جسمانی سزا میں دی جانے لگیں اور جب اس تکلیف سے عاجز آ کر انہوں نے اقبال کیا تو سب کی سب ذبح کر دی گئیں۔

### زندہ جلادی گئیں ہے)

اس طرح انگلستان میں عورتوں کو سزادیت کے لئے ایک خاص مجلس وضع کی گئی جس نے عورتوں پر ظلم کرنے کے لئے جدید قوانین مرتب کئے الغرض سارے یورپ نے اس صفت پر ستم کرنے کا عہد کر لیا تھا جس کا نتیجہ بقول ڈاکٹر اسپرینگ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ۹۰ لاکھ عورتوں کو زندہ جلا دیا۔  
کسکمپرسی ہے)

چونکہ زمانہ قدیم میں عورت ایک جس کاحد کی حیثیت رکھتی تھی، اس لئے ظاہر ہے کہ اس کی اخلاقی حیثیت اس وقت کس درجہ زبوب رہی ہوگی۔ ایران میں بیوی اور بہن کے

در میان کوئی اتیاز باقی نہ رہا تھا، مشرق کے نصاریٰ نہ ماں کو ماں سمجھتے تھے اور نہ بہن کو بہن اور بندوں کے ہاں ایک عورت متعدد بھائیوں کی بیوی بن سکتی تھی۔ پھر لطف یہ ہے کہ نہ شریعت موسویٰ نے اس طرف توجہ کی نہ حضرت داؤد اس کا کوئی مداوا کر سکے اور جس طرح حضرت یعقوب کی نبوت اس باب میں کامیاب ثابت نہ ہوئی، اسی طرح مسیح کی صلح گل رسالت بھی اس طبقہ کی فریاد کو نہ پہنچ سکی۔ اسی کے ساتھ ہندوستان میں نہ وید مقدس نے عورت کی اخلاقی حالت کو بلند کرنے کی کوشش کی اور نہ بودھ نے اس صنف کے لئے کوئی قانون مقرر کیا۔

عورت میں شیطان ہیں ﴿۱﴾

سر زمین عرب میں بھی جہاں آخر کار نبی آخر از ماں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ادیان سابقہ کی اس فروگذشت کی پوری حلاني کرنے کا عزم استوار کر لیا عورت کا شمار بدترین حلوقاتی عام میں سے تھا چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:

ان النساء شیطین خلقن لنا

نَعُوذ بالله من شر الشیاطین

جب رئیس بہراہ کی لڑکی نے انتقال کیا تو ابو بکر خوارزمی نے ان الفاظ میں اظہار تعزیت کیا کہ:-

اگر تم اس کے ستر و حجاب اور اس کی صفاتِ حمیدہ کا ذکر کرتے تو تمہارے لئے بہ نہست تعزیت کے تہنیت زیادہ موزوں ہوتی، کیونکہ ناقابل اظہار جیزوں کا پھر جانا ہی بہتر ہے اور لڑکیوں کا دفن کرنا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ ہم ایسے زمانہ میں ہیں کہ اگر کسی شخص کی بیوی، اس سے پہلے مر جائے تو کویا اس کی نعمتیں مکمل ہو گئیں اور اگر بیٹی کو اس نے قبر میں آتا رہیا تو کویا اپنے داماد سے پورا انتقام لے لیا۔

ایک شاعر کا قول ہے کہ:

تھوی حیاتی واہوی موتھا شفقا

والموت اکرم نزال علی الحرم

(وہ میری زندگی چاہتی ہے اور میں ازروئے شفقت اس کی موت چاہتا ہوں کیونکہ موت  
عورت کے حق میں عزیز ترین مہمان ہے)

ان کے علاوہ بے شمار ذلتیں عورت کی قسمت میں لکھی تھیں جنہیں وہ بے چاری  
خاموشی سے برداشت کرتی رہیں۔ لیکن اسلام میں جتنی عورت کو اہمیت دی گئی ہے کسی  
مذہب میں اس کو فضیب ہونے کا امکان تک نہیں۔ لیکن افسوس اس خاتون پر کہ وہ اسلام  
کے احسانات بھلا کر ان دشمنانِ اسلام کے گن گاتی ہے جس نے اسے ذلت و خواری کے  
گھاٹ اتار کر کھا تھا یعنی اسلام دشمن انگریز کی متوالی ہے اور اسلام سے بخت نفرت۔

اَنَّ اللَّهَ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِعونَ ۝

﴿اسلام میں عورت کا مرتبہ﴾

اسلام نے عورت کے حقوق کے لئے ایسا قانون پیش کیا اور تعلیم و تربیت کے جس  
اصول کو پیش نظر رکھا وہ یقیناً خاص منظہ عورت کی مکمل ترقی کا، ہمارے پاس مثالیں موجود  
ہیں کہ سر زمین عرب جہاں عورت کے ساتھ بذریں سلوک روا رکھا جاتا تھا اس تعلیم کی  
بدولت چند نوں میں ”نسائیت“ کے وہ نمونے پیش کئے کہ اب مشکل سے اُن کی نظر مل  
سکتی ہے۔

اگر اسلام نے ایک طرف طلب العلم فریضة علیے کل مسلم و مسلمة  
کہہ کر عورت کے لئے تعلیم و ترقی کا دروازہ مردوں کے دوش بدش کھول دیا تو دوسری طرف  
اُن کو اخلاقی تعلیم دے کر یہ بھی بتایا کہ اس لحاظ سے اُن کی حالت ”آگینوں“ کی طرح

ہے جو ذرا سی تھیں سے پھر پھر ہو جاتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ اسلام نے عورت کا مرتبہ کس قدر بلند کر دیا اور اس طبقہ میں کیسی اصلاح کی۔

### اسلام کی محبت ﴿﴾

اور اسلام کی محبت تو ان کے دل میں ایسی رجسٹر گئی کہ وہ جان دینے سے گریز نہ کرتیں۔ ہزاروں سختیاں قبول کر لیتیں لیکن اسلام سے انحراف انہیں کوارہ نہ تھا چنانچہ.....  
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے جب اسلام قبول کیا تو کفار نے انھیں سخت اذیتیں دینا شروع کیں یہاں تک کہ گرم ریت پر دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے اور وہ تلمذایا کرتی تھیں۔ ایک دن وہ اسی حال میں زمین پر رُڑپ رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر رہوا آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ”سمیہ گھبراو نہیں صبر کرو، جنت تمہارا ملکانہ ہے۔“ یہ وہ اذیت تھی کہ اگر مرد بھی کوئی ان کی جگہ ہوتا تو اسلام کو ترک کر دیتا، لیکن وہ آخر وقت تک ثابت قدم رہیں اور کوئی اذیت انہیں اسلام سے منحرف نہ کر سکی۔ یہ تھی عزم واستقلال کی وہ روح جو اسلام نے اپنی ماوں کے اندر پیدا کی تا کہ ان کی اولاد بھی اسی ارادہ و ثبات کو لے کر پیدا ہو جس سے ایک قوم کا مستقبل تیار ہوتا ہے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبل اسلام لانے کے اپنی بہن کو جس قدر تکفیں پہنچائیں، وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہیں اور الحمد لله رب العالمین کے بعد بہت سی صحابیات کا اپنے کافر شوہروں کو چھوڑ دینا بھی تاریخ کا روشن واقعہ ہے۔

### عبادات ﴿﴾

عبادات کے سلسلہ میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد مخصوص چیزیں ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ان کی پابندی مکمل تھے ادا کرنا بہت مشکل ہے، لیکن آپ دیکھیں گے کہ اس باب میں اسلام نے اپنی عورتوں کے اندر بھی وہ روح پیدا کر دی تھی، جو دوسرے مذہب کے

مردوں میں بھی نظر نہیں آتی اس کے ساتھ جذبہ ایثار و فدیت کا جو رنگ تھا وہ اور سونے پر  
سہاگہ تھا۔

### عورت کی قدر دانی

اسلام نے عورت کی اتنی قدر بڑھادی کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ جیسے ذی جاہ  
وجال اس کے سامنے خود کو ایک معمولی انسان دکھاتے ہیں چنانچہ.....

### جذبہ جہاد

جب غزوہ احمد میں حضرت صفیر رضی اللہ عنہا اپنے بھائی سید الشہداء حضرت حمزہ  
رضی اللہ عنہ کے کفن کے لئے دو کپڑے لاگیں تو آپ نے دیکھا کہ ان کی لاش کے پاس  
ایک اور انصاری کی بھی بہہ لاش پڑی ہوئی ہے، آپ کویہ کوارانہ ہوا کہ اپنے بھائی کو وہ  
دو دو کفن دیں اور اس انصاری کو نظر انداز کر دیں۔ چنانچہ آپ نے ایک کفن اس انصاری  
کے لئے قریعہ کے ذریعہ سے علیحدہ کر دیا۔

امام تیہنی نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کچھ اصحاب کے ساتھ  
جاری ہے تھے۔ راستہ میں ایک عورت ملی جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو روکا۔ آپ رُک گئے اور سر  
جھکا کر دیر تک با تین سنتے رہے اور جب تک اس نے بات ختم نہ کی آپ کھڑے رہے۔  
ساتھیوں میں ایک نے عرض کیا۔ آپ نے قریش کے سرداروں کو اس بڑھیا کے لئے اتنی دیر  
کھڑا کیا، فرمایا: جانتے بھی ہو یہ کون ہے؟ یہ خولہ پخت لعلہ ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس کی  
شکایت سات آسمانوں پر سنی گئی۔ خدا کی قسم! اگر یہ رات تک مجھے کھڑا کھٹی تو میں کھڑا رہتا  
بس نمازوں کے اوقات میں اس سے معدترت کر لیتا۔ مسن عبد اللہ نے استیغاب میں قاتا وہ  
کی روایت نقل کی ہے کہ یہ خاتون راستہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیس تو آپ نے ان کو

سلام کیا۔ یہ سلام کا جواب دینے کے بعد کہنے لگیں ”عمر! ایک وقت تھا جب میں نے تم کو بازار عکاظ میں دیکھا۔ اس وقت تم عمر کھلاتے تھے۔ لاحقی ہاتھ میں لئے بکریاں پھراتے پھرتے تھے۔ پھر کچھ زیادہ مدت نہ گز ری تھی کہ تم عمر کھلانے لگے۔ ذرا عیت کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور یاد رکھو جو اللہ کی وعید سے ڈرتا ہے اس کے لیے ڈور کا آدمی بھی، قریبی رشتہ دار کی طرح ہوتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے اس کے حق میں اندر یہ شہ ہے کہ وہ اسی چیز کو کھودے گا جسے بچانا چاہتا ہے۔“ اس پر جارہ عبدی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، بولے: اے عورت تو نے امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بہت زبان درازی کی۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”م نہیں کہنے دو! جانتے بھی ہو، یہ کون ہیں؟ ان کی بات تو سات آسانوں کے اوپر سی گئی تھی۔ عمر کو تو پد رجہ اولیٰ سنبھلی چاہئے۔“ امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں اختصار کے ساتھ اس سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا ہے۔

غور فرمائیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے بار عرب بزرگ ایک معمولی سی نسبت سے ایک عورت کے سامنے سرگاؤں ہیں۔

### ﴿ اسلامی عہدے عورت کے ہاتھ میں ﴾

اسلام کی تاریخ میں عورتیں فقیہہ اور حدیث کے فرائض سر انجام دینے کے علاوہ محتسب کے عہدہ پر بھی فائز رہی ہیں اور علمی خدمات کا مرتبہ عہدہ یعنی شعبہ تدریس تک عورت کو نصیب ہوا۔ مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ عورتیں مسجدوں میں درس دیتیں، وعظ کرتیں اور مشہور مردو طالبانِ علم ان کے حلقات درس میں شرکت کرتے اور ان سے اسناد یا اجازت نامے حاصل کرتے تھے کہ جس نصاب میں انہوں نے شرکت کی تھی اسے دوسروں کو سکھائیں۔ نہایت مشہور عورتوں میں سے ایک شہدہ بھی تھیں۔ جن کا القب ان کی وسیع علمی شہرت اور پاکیزہ خط کی وجہ سے ”افتخار النساء“ اور کاتبہ تھا۔

شہدہ کی ایک ہم عصر خاتون زینت نیشا پوری نے تعلیم دینے کی اجازت کی ممتاز مردوں سے حاصل کی تھی۔ جس کے تلامذہ میں اس دور کا سوائخ نگار ابن خلکان بھی شامل ہے۔ سیاح ابن بطوطہ ۱۳۲۶ء میں شام سے گزرتے وقت دمشق میں عورتوں کے درس میں شریک ہوا۔ روحانی زندگی میں عورت بلند ترین مقام تک پہنچی۔ مسلمانوں کا تذکرہ و تراجم و لی عورتوں کے ناموں سے بھرا پڑا ہے۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا آنھو یہ صدی کے بصرہ کی ایک ممتاز صوفی خاتون تھیں۔ ان کے بہت سے مریدہ تھے جوان سے روحانی علم حاصل کرتے تھے ان کے علاوہ اسلامی تاریخ عورتوں کی عزت افزائی و احترام کے بیانات سے منہ بولتی تصویر ہے۔

### میری مراد

فقیر نے تمہید طویل کر دی تا کہ عورت اپنا ماضی اور مستقبل خوب سمجھ سکے جب اسلام نے اس کی عزت افزائی فرمائی ہے تو اسے اسلام کی شیدائی ہونا چاہیے۔ بالخصوص جب ماں بننے کا شرف نصیب ہوتا تو اپنی اولاد کی تربیت اسلامی طریقے سے کرے، تا کہ اس کی اولاد حضور غوث جیلانی اور سیدنا ابی ہریرہ اور غزالی و رازی (رضم اللہ) کا نقشہ پیش کرے۔

فقیر ”اچھی ماںیں“ کا مضمون پر قلم کرتا ہے سخدا کرے کہ فقیر کی یہ کوچہ نویسی اچھی ماں کے کام آئے۔ فقیر اور ماشر کے لئے تو شریعت اور عوام اہل اسلام کے لئے مشعل را ہدایت ثابت ہو۔ آمین۔

بجاه حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ واصحابہ اجمعین  
مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرنہ  
کیم جمادی الاول ۱۴۲۵ھ بروز اتوار قبل صلوٰۃ العصر

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعليه آله  
واصحابه وعلى من عنده -

اما بعد! اسلام نے اللہ جل جلالہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ماں باپ (معنوی ہو یا ظاہری) کی تعظیم و تکریم اور برداشت کا حکم فرمایا ہے۔ متعدد مقامات پر قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے سادھیث کا تو شارہیں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

۱) وَقَضَى رَبُّكَ أَن لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْأُولَٰئِينَ إِحْسَانًا طَإِمًا يَلْفَغُ  
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَخْذَهُمَا أَوْ كَلَاهُمَا فَلَا تَقْنُلْ لَهُمَا أُفْتِ وَلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَهُمَا  
قَوْلًا كَبِيرًا مَا وَأْخِفْضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدُّلَّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا  
رَبَّيْانِي صَفِيرًا ۵ (پ: ۱۵۔ رو ۲)

ترجمہ: تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا کرو۔ اگر تیری موجودگی میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے گئے ہوں تک نہ کہنا اور نہ ان کو محظر کرنا اور ان سے خوب ادب و احترام سے بات کرنا اور ان کے سامنے انکساری کے ساتھ بچھے رہنا اور ان کے لئے دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرم جیسا کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پروردش کیا۔

فائدہ: اس آیت میں پروردگار عالم عزوجل انسان کو تاکید فرماتا ہے کہ سب سے بڑھ کر آدمی پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرے یعنی اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہے۔ پھر ماں باپ کا حق ہے جب ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ہر طرح کی پروردش اور تربیت دنیا میں ماں باپ کرتے ہیں۔ اس نے ان کی فرمانبرداری اور شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے۔

۲) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمَّهُ وَهُنَا عَلَىٰ وَهُنَّ وَفِصْلُهُ فِيْ عَامِينَ أَنِ اشْكُرْ لِنِيْ وَلِوَالِدَيْكَ طَالِئَ الْمُعِسِّرِ۔ (پ: ۲۱)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دوسرے میں اس کا دودھ چھوٹا ہے تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگز اری کیا کر۔ (یاد رکھ) میری طرف لوٹ کر آتا ہے۔

فائدہ: اس آیت میں ماں کا حق باپ سے زیادہ فرمایا اس لئے کہ وہ کئی مہینے تک پیٹ میں لئے پھرتی تھی اور تھک تھک جاتی تھی اور بڑی تکلیف کے ساتھ اس کو جنا اور پھر دوسال تک اپنی چھاتی سے دودھ پلایا اور کبھی کبھی سختیاں اور تکلیفیں جھیل کر بچے کی تربیت فرمائی اور اپنے آرام پر اس کے آرام کو ترجیح دی۔ اس لئے ماں کا احسان اور اس کی شکرگز اری باپ سے زیادہ ہوئی۔

۳) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا طَ حَمَلَتْهُ أُمَّهُ كُرْهًا وَ وَضَعَةً كُرْهًا وَ حَمَلَهُ وَ فَصَالَهُ ثَلْثُونَ شَهْرًا طَ حَسْنًا إِذَا بَلَغَ أَشْلَهُ وَ بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِغْنِيْ أَنَّ أَشْكُرْ نِعْمَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنَّ أَعْمَلَ صَالِحَاتٍ رَضَاهُ وَ أَصْلِحَ لِي فِي ذُرِّيَّتِيِّ إِنَّى تُبَثُّ إِلَيْكَ وَإِنَّى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (پ: ۲۶۔ ۴: ۲)

ترجمہ: ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا اور اس کے جمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے پورا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس مرے کا ہوا عرض کی اے میرے پروردگار مجھے تو میق عطا فرمائے میں تیری اس نعمت کا شکر بجا لاؤں جتو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام فرمائے ہیں اور یہ

کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو راضی ہو جائے اور تو میری اولاد میں بھی صلاح (نیکی) رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔

فائدہ: ماں باپ سے احسان اور ان کی تعظیم و تکریم کی ایک علت تربیت کو بتایا گیا ہے۔ تربیت ماں باپ دنوں کرتے ہیں۔

### تریت اولاد

بچے بچی کی ابتدائی تربیت ماں کے ذمہ ہے یہ اس حدیث کے عموم میں داخل ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یوں روایت کرتے ہیں:

قال سمعت رسول الله ﷺ المراة راعية في بيت زوجها و ولده كلکم راع وكلکم مسؤول عن رعيته .

ترجمہ: فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا کہ عورت خاوند کے گھر کی نگہبان و ذمہ دار ہے اور اس کی اولاد کی بھی ہتم تمام کسی نہ کسی رعیت کے امیر ہوا و تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جانے والا ہے۔

اس حدیث میں ماں کو راعیۃ (نگہبان و ذمہ دار) اور اولاد کو رعیا قرار دیا گیا ہے اور یہ خبر دی گئی ہے قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں باز پُرس ہوگی اس چھی تربیت دینے کی صورت میں اولاد اس کے لئے صدقۃ جاریہ اور بلندی درجات کا سبب ٹاپت ہوگی، اور دوسرا صورت میں وبا ی جان۔

اسی لئے ماں کا فرض ہے کہ بچے، بچی کی تربیت اسلامی ماحول کے مطابق کرے کیونکہ غیر اسلامی ماحول میں پورش پانے والی اولاد ماں باپ کے حقوق سے بالکل بیگانہ اور ان کی خدمت سے اتعلق ہوتی ہے۔ اس بات کا علم غیر اسلامی ممالک اور اپنے ماحول کے مشاہدہ اور اخبارات کے مطالعہ سے ہوتا ہے جہاں اولاد کثرت سے ماں باپ کی

نافرمانی کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور یہ نافرمانی اب صرف زبان تک ہی محدود نہیں نہ رہی بلکہ عاشقِ معشوق کے سلسلہ میں گراہ بیٹھنیوں کے ہاتھوں ماں باپ کا قتل معمول بن چکا ہے جب کہ نیک اولاد کے حالات اس کے بر عکس ہوتے ہیں۔  
تا کیدر تر بیت )

دور حاضرہ میں اولاد کی تربیت کی طرف توجہ نہیں شاید اسے ایک معمولی امر سمجھا جانا ہو۔ کوئی صاحبِ دل خود ہی غور فرمائے تو بات واضح ہو جائے گی بالخصوص مامیں خصوصیت سے توجہ فرمائیں کہ قرآن و حدیث کی رو سے اولاد کی تربیت کی اکثر ذمہ داری والدہ پر عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ بہت سے ائمہ کرام اس کی تائید کرتے ہیں مثلاً علامہ ابن الجماعہ )

اپنے زمانہ کی عورتوں کی تربیت کا مذکورہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج کل سب سے اہم کام بچوں کی تربیت ہے ساس لئے ماوں کو صحیح صادق سے لے کر شام تک اسی کام کیلئے محنت کرنی چاہئے۔ علامہ مددوح اس سلسلے میں مزید لکھتے ہیں کہ ماوں کو چاہیے کہنچوں کو آہستہ بولنا اور راستہ میں نظر جھکا کر چلنا سکھا میں۔  
علامہ ابن خلدون )

فرماتے ہیں کہ دنیا میں تربیت اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں اور بچوں کی دماغی صلاحیتوں کی حفاظت جس قدر ضروری ہے اتنی اور کوئی چیز نہیں۔ اسی وجہ سے ایک مسلمان ماں دن رات اسی کام میں مشہک رہتی ہے اور وہ اپنے بچے کی تربیت اس غرض سے نہیں کرتی کہ اس کا بچہ اس کے مستقبل کا سہارا بنے گا بلکہ اس لئے کرتی ہے کہ یہ اس کی قوم کی امانت ہے اور یہ اس کا اسلامی فرض ہے۔

### امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ﷺ

اپنے فلسفہ میں کہتے ہیں کہ ماوس کو اولاد کی تربیت کرتے وقت یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ یہ بچے ان کے ہیں بلکہ یہ ان کی قوم کے ہیں ان کی خرابی ان کی اپنی نہیں بلکہ قوم کی خرابی ہے اور بچے کو خراب تربیت دینا قوم کی خیانت ہے جس کا بدله چکایا نہیں جا سکتا اس لئے بچے کو شروع سے ہی صحیح عقائد و عبادات، حسن اخلاق، حسن معاشرت اور حسن سلوک و حسن عمل کا ایسا مجموعہ بنانا چاہیے کہ تا عمر اس سے ان صفات کا ظہور ہوتا رہے۔

### امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ﷺ

اپنے مقالات میں لکھتے ہیں کہ ماں کی گود بچے کا ابتدائی مکتب ہے اگر ابتداء سے ہی بہتر تربیت ہو جائے تو آخر تک اسی طرح تعلیم بہترین ہوتی جائے گی ورنہ دوسری صورت میں بچے کی اصلاح بعد میں ناممکن ہے۔

مذکورہ بالا تمام اقوال سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ تربیت اولاد کی یہ ذمہ داری سب سے زیادہ ماں پر عائد ہوتی ہے کیونکہ بچے کا اکثر وقت ماں کے پاس ہی گزنا ہے اور ماں کی گود ہی بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے کیونکہ وہی بچے کو اٹھنا بیٹھنا کھانا بینا سکھاتی ہے۔ اگر بچے کو یہی حرکات و مکنات اسلامی تعلیمات کے مطابق سکھادی جائیں تو اسی کا نام ”تربیت اسلامی“ ہے۔

### ﴿مشترکہ ہدایات برائے تربیت اولاد﴾

تربیت اولاد کی تفصیل توفیق نے اپنی دولتصانیف ”ہدیۃ العباد فی تربیت الاولاد“ اور ”نفع العباد فی تربیۃ الاولاد“ میں لکھ دی ہے یہاں چند ہدایات بقدر ضرورت عرض کر دوں۔ سب کو معلوم ہے کہ انسان کی پیدائش مادہ منویہ سے ہوتی ہے اور اس مادہ کی اصل

خوراک ہے اگر خوراک حلال کمائی سے ہے تو پچھے غوث جیلانی اور رابعہ بصریہ اور محیں ابجیری (رحمۃ اللہ علیہم) جیسے پیدا ہوتے ہیں ورنہ ڈاکو، چور اور لفگہ، بد معاشر وغیرہ۔ فہمذہ ماں باپ دونوں کو چاہیے کہ نیک اولاد کی پیدائش کی خواہش میں پہلے اپنی اصلاح فرمائیں یہی وجہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ مرد نیک صالح عورت سے نکاح کرے اور عورت نیک صالح مرد سے۔

جن بندگان خدا کو نکاح جیسی دولت نصیب ہوتی وہ جماع (صحبت) میں ذیل کی ہدایات پر عمل کریں۔

- ۱) ..... جماع سے نیک اولاد کی پیدائش کی نیت ہو۔
- ۲) ..... جماع سے قبل زن و شوہر نماز کا وضو کر لیں۔
- ۳) ..... کسی ایسے تہام کان میں جہاں کسی کا وہم و گمان نہ ہو، بہتر وقت شب کا آخری حصہ اور شب جمعہ ہو۔
- ۴) ..... قبلہ رونہ ہو۔
- ۵) ..... جماع سے پہلے زن و شوہریہ دعا پڑھیں:

**اللَّهُمَّ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ وَحَنِّبِنَا عَنْهُ** (ورنہ شیطان شریک ہوتا ہے اور بچام الصدیان اور مرگی کے مرض میں بنتا ہوتا ہے۔) (کذافی حاشی البر اس)

- ۶) ..... جماع کے وقت کسی نیک بزرگ کا تصور بندھا ہو۔
- ۷) ..... بعد فراغت اگر بڑوں کی پیدائش کا ارادہ ہوتی عورت فوراً اس پہلو پر لیٹ جائے اگر بڑوں کی کارادہ ہوتی باعث کروت اگر اولاد کی پیدائش کا ارادہ نہ ہوتی عورت فوراً سیدھے پاؤں کھڑی ہو جائے۔
- ۸) ..... بعد فراغت تھوڑی دیر بعد غسل کر لیں اس میں صحت و تندرتی بھی ہے اور مرتبے

وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بھی زیارت ہوگی۔ ورنہ کم از کم وضو ضرور کر لیں۔  
(کذافی الحاوی لمسنواوی للسیوطی)

۹) ..... جماع کے وقت باتیں نہ کریں۔ (کذافی کتب الطب)  
انتباہ۔

اولاد کی کثرت کے خطرہ سے منصوبہ بندی کی ادویہ استعمال کرنا حرام اور سخت حرام ہے۔ اولاد ایک نعمت عظیمی ہے اس کی روک تھام اللہ تعالیٰ کی غیرت کو چلنچ کرنا ہے وہ بے نیاز ہے اس کی قدرت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے پھر کل قیامت میں اپنے نبی کریم (علیہ السلام) کے سامنے رسولی سوا حضور نبی اکرم (علیہ السلام) کثرت اولاد سے خوش ہوتے ہیں۔ (اس کے لئے فقیر کار سالہ ”تہر خداوندی در عمل منصوبہ بندی“ کا مطالعہ ضروری ہے۔)

کما قال علیہ السلام تناک حواتناسلو افانی اباہی بکم الا مم يوم القيمة  
شادیاں کرو اور بہت بچے جنو۔ کل قیامت میں تمہاری کثرت سے دوسرا امتوں پر خرکروں گا۔

جب نطفہ ماں کے پیٹ میں ٹھپر جائے تو عورت اپنی غذا میں حلال کھانے پینے کی خصوصی احتیاط کرے اور بیوی اور عبادت خداوندی کی کثرت کرے تا کہ اس کے نیک اثرات بچہ پر پہنچیں۔ (ایسا کرنے سے اولادی پیدا ہوتی ہے۔)

مزید مشترکہ ہدایات

۱) ..... دنیا کا ہر انسان انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء کرام ہوں، شہابان زماں ہوں یا بہادران دوران سب کو بچپن سے گزرنا پڑا اور چونکہ انسان کا بچپن ہی آنے والی زندگی کا پیش خیمه ہوتا ہے۔ اسی لئے اکثر دو مشترک بچپن سے ہی اس کے آثار نمودار ہوتے ہیں اسی لئے ماں باپ پر لازم ہے کہ بچپن سے ہی بچے کی اچھی تربیت کریں۔

(۲)..... جو بات بچپن میں ہی اڑ کر جاتی ہے وہ نقش پھر ہوتی ہے اسی لئے والدین کا فرض ہے کہ بچوں کے سامنے ایسے اقوال و افعال اور طور اطوار پیش کریں جن سے وہ تمہاری عمر میں آ کر انہی خطوط پر زندگی بسر کریں بالخصوص ماں کا دودھ بچے کے لئے اچھے کردار، تربیت اور بہترین زندگی کا سرمایہ ہے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ”انسان کا پہلا استاد ماں کی کوڈ ہے۔“

(۳)..... بچے جب سن شعور کو ہو نصیب تو انہیں نیک لوگوں کے حالات سنائے جائیں۔

فقیر کوتا حال یاد ہے کہ فقیر کے والد گرامی (رحمۃ اللہ علیہ) مجھے اور میرے برادر محترم کورات اور دن کے فارغ اوقات میں حضور نبی پاک شہیہ لاک (علیہ السلام) اور دیگر انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات اور حالات سناتے رہتے جس کی بد کرت ہوئی کہ فقیر بچپن سے ہی تحصیل علوم اسلامیہ اور حفظ القرآن سے نوازا گیا۔ اور الحمد للہ بلا تکلف چھوٹی عمر میں اور تھوڑے سے عرصہ میں حفظ القرآن اور علوم عربیہ اسلامیہ سے بہرہ ور ہو گیا تھا۔

(۴)..... سن شعور سے ہی اپنے بچوں، بچیوں کے سامنے ایسے قول و فعل نہ کرے کہ وہ آنکدہ چل کر اپنی طبائع کو برائیوں کی طرف مائل کر دے۔

(۵)..... خود پڑھا لکھا ہے تو الحمد للہ ورنہ کسی نیک سُنّتی بزرگ سے علم دین پڑھانا شروع کرادے۔ یا کسی قریبی دینی درس گاہ میں داخل کرادے کیونکہ.....

اولاد کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اولاد کو علم دین پڑھائے اور اس کی اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی سیرت پر تربیت فرمائے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

۱) مخز دی درشن ز جر و علیم گس

بہ نیک و بدش وعدہ و نیم گس

۲) بیا موز پر وردہ را دست زنج

و گر دست داری چو قارون عجیج

(۲) پایاں رسد کیسے سیم و زر  
گفر و دتھی کیسے پیشہ و ر

۱) بچپن سے ہی اسے تعلیم دے اور اس وقت اسے نشیب و فراز سمجھا۔

۲) اپنے پورہ کو کاروبار میں لگادے اگرچہ تمیرے ہاتھ میں قارون کا خزانہ ہے۔

۳) کیونکہ بالآخر سیم وزر کی تحصیل ختم ہو جائے گی لیکن پیشہ (علم) والے کی جیب ختم نہ ہوگی۔

جب بچہ بیدا ہو تو چاہیے کہ اللہ عزوجل کے کسی مقبول اور صالح بندے کے پاس اس کو لے جائیں اس کے لئے خیر و برکت کی دعائیں بھی کرائیں اور تحسینیک بھی کرائیں یہ ان منتوں میں سے ہے جس کا راجح بہت کم ہی رہ گیا ہے۔

حالانکہ یہاں مفت ہے اور اسی سے ہی بچہ کی قسمت کا ستارہ روشن ہوتا ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ نے بچپن کے دوران فرمایا۔ بیٹا نماز پڑھا کر و عنص کیا کہ نماز سے کیا ملے گا فرمایا شکر۔

حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھنا شروع کر دی تو والدہ نماز کے بعد شکر کی پڑیا والدہ مصلی کے نیچے رکھ دیا کرتی ایک دن نہ رکھ سکیں تو اللہ عزوجل نے مصلی کے نیچے سے شکر کا دریا بہا دیا۔

اسی لئے آپ کو ”گنج شکر“ کہا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ والدہ مرحومہ کی تربیت سے ہوا۔

﴿تربیت جسمانی، ہدایات حمل تا ولادت﴾

استقر اِحمل کازمانه ﴿

بچے کی نگہداشت اور نشوونما بعد از بیدائش کو بہتر بنانے کے لئے کوششیں بچے کے بیدائش سے پہلے شروع کر دی جاتی ہیں لہذا نوماہ کی مدت میں بننے والی ماں کی خوراک میں

حراروں کی تعداد زیادہ ہوئی چاہیے۔ اس کے لئے چوتھے ماہ سے پیدائش تک کاعرصہ زیادہ اہم ہے چوتھے ماہ سے ماں کی خوراک میں ایک دو چھاتی کا اضافہ، تجھی اجزاء یعنی کوشت، انڈا اور والوں میں تقریباً ۲۰ فیصد اضافہ اور دو دھن تقریباً ایک پاؤ روزانہ کر دینا چاہیے جو نگہ ان دنوں میں فولاد کا استعمال بڑھ جاتا ہے اس لئے عام طور پر فولادی گلیاں اور ان کی خوراک ڈاکٹر سے مشورہ کے مطابق استعمال کرنی چاہیے۔ سیارہ ہے کہ حمل کی ابتداء سے ہی اپنے ماہر زچھی سے باقاعدہ اپنا معاشرہ کرتے رہنا بھی اچھے نتائج کے لئے اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ اپنی غذا کے بارے میں خیال رکھنا۔ آخری تین ماہ میں خوراک کی طرف وہیان کے ساتھ ساتھ ٹشنج کے دو ہفتھی میکے ایک ماہ کے وقت سے لگوانا بہت ضروری ہے اس ان ٹکیوں سے بچے کو نومولودی ٹشنج سے بچایا جاسکتا ہے اور پر کی سطروں میں ہم نے حمل کے دوران پیدا ہونے والی تہذیبوں اور بیماریوں کے بارے میں بحث نہیں کی ہے جس کے لئے آپ کو اپنے ماہر زچھی سے مشورہ کرنا ہوگا۔

### نومولودگی کا زمانہ )

یہ زمانہ پیدائش سے لے کر سات دن تک رہتا ہے ساس مدت میں اگر بچہ اور اس کی پیدائش نارمل ہو تو بچے کو زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کے بعد ماں کا دو دھن پلانے کی کوشش شروع کی جاسکتی ہے۔ اگر ماں کی چھاتیاں اور ان کے پیل نارمل ہوں تو ان کو ابلے ہوئے پانی سے دھو کر بچے کے منہ میں دیا جاسکتا ہے۔ پیدائش کا عمل اگر خیریت سے گزرا ہو اور بچہ وزن اور صحت کے لحاظ سے نارمل ہو تو دو گھنٹے بعد جدا شتم سے پاک اپلا ہوا پانی دینا چاہیے۔ اگر وہ پانی پی لے تو اسکے بعد بچے کو ماں کا پیل منہ میں دینا چاہیے۔ ڈبلیو سائچ۔ اس کی تحقیق کے مطابق دو گھنٹے بعد بلکہ صرف نصف گھنٹہ بعد اگر زچھو بچہ نارمل ہوں تو ماں کا دو دھن پلانے کی کوشش شروع کر دیتی چاہئے اور دوسرے سے تیسرا دن تک ماں کا دو دھن

اس مقدار میں آنے لگتا ہے کہ بچہ مطمئن رہتا ہے۔ پیدائش کے دو تین دن تک بچہ کی بھوک بھی کم ہوتی ہے چوتھے پانچویں دن سے بچہ دن میں چھسے نوبار دودھ پیتا ہے۔ اگر ماں کا دودھ و افر مقدار میں ہو تو مطمئن رہتا ہے ماں کو اس بات کا اطمینان ہونا چاہیے کہ وہ جتنا دودھ پلانے گی دودھ اتنا ہی زیادہ ہے۔

### دودھ پلانے کا طریقہ

ماں کو مونی حالات کا خیال رکھتے ہوئے ایسی پوزیشن میں دودھ پلانا چاہیے کہ بچے کی گردن اور سرماں کے بازو میں کہنی کے مقابل ہو اور بچہ نیم دراز حالت میں ہو لیجنے نہ سیدھا ہیا ہوا رہنے ہی بالکل بیٹھا ہو۔ بلکہ درمیانی حالت میں ہونا چاہیے۔ ماں اگر ایک آرام کرنی پڑیجھی ہو تو زیادہ مناسب ہے چونکہ ماں کے لئے سب سے زیادہ آرام وہ پوزیشن ہی ہے اگر بچہ بائیس پستان پر ہو تو نیچے کا سرماں کے بائیس بازو پر ہو اور باقی دھڑک بائیس کلائی اور چھپلی سے سہارا ہوا ہو۔ دا بائیس ہاتھ سے پستان کو سنبھال کر پہلی دو انگلیوں کی مدد سے پہل کی جڑ کے پاس سے پکڑیں اور نیچے کے منہ میں دیں۔

### نومولودگی کے زمانے کے بعد سے لے کر چار ماہ تک

اس دوران میں کا دودھ پینے والے بچے کا وزن اگر مناسب رفتار سے بڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے ماں کا دودھ بچے کے لئے کافی ہے عام طور پر پہلے سال میں بچے کا وزن نصف کلوگرام فی ماہ کے حساب سے بڑھتا ہے اگر ماں کا دودھ نا کافی ہو تو میں عام طور پر ماں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ماں اپنا دودھ پلانے کے بعد گائے بھیشیں یا ڈبے کا دودھ استعمال کرے۔ تاکہ ماں کے دودھ کی مقدار میں جو کمی ہو وہ اس دودھ سے پوری کی جاسکے۔

اوپر کے دو دھنے کا طریقہ )

گائے کے خالص دو دھن میں ابتدائی دو سے تین ماہ تک دو حصہ دو دھن اور ایک حصہ پانی ڈالنا چاہیے اس طرح بخے والے ایک پاؤ دو دھن میں ایک چائے والا چچہ چینی کا ڈالیں۔ بھیس کا دو دھن اگر خالص ہو تو اس میں نصف دو دھن اور نصف پانی ہونا چاہیے۔ ایک پاؤ دو دھن میں چائے کے دو چچے مرابر چینی ڈالیں دو تین ماہ بعد دونوں دو دھن بغیر پانی کے دے سکتے ہیں۔ اگر دو دھن بازار کا عام ہو تو اس میں پانی ملانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ڈبے کا دو دھن الجبے ہوئے پانی میں حسب ہدایت استعمال کرنا چاہیے۔

کیا دو دھن پلانے کے لئے فیڈ راستعمال کیا جائے؟ )

نہیں بہتر تو یہ ہے کہ دو دھن کا پلایا جائے اگر کسی وجہ سے ضرورت اوپر کے دو دھن کی ہو تو زیادہ محفوظ طریق کارکپ اور چچہ کا ہے اگر چہ نہیں یہ زیادہ محنت طلب طریقہ ہے مگر اس طرح دو دھن پلانے سے اسہال کی شکایت کے امکان کم ہو جاتے ہیں اور صحت اچھی رہتی ہے۔ کپ کو صاف کرنا آسان ہوتا ہے اور بول اور پیل ابا لئے سے آدمی نجح جاتا ہے۔ اگر فیڈ رہی استعمال کرنا ہو تو فیڈ ریخنی بول اور پیل کے چار پانچ سیٹ ہونے چاہیے۔ اور ان تمام کو صاف کرنے کے بعد 5 سے 10 منٹ تک پانی میں ابا لاجائے۔ جیسے ہی سارے فیڈ راستعمال ہو جائیں ان کو صاف کر کے ابا ل کر پھر تیار کریں، ساتھ ہی دو دھن دیتے وقت یہ احتیاط کی جائے کہ کپ اور چچے پر کھیاں نہ بیٹھیں۔ پیل پر گندے ہاتھ نہ لگیں اور ایک مرتبہ کا پیا ہوا دو دھن بغیر ابا لے دوسری بار استعمال نہ کیا جائے۔ اگر بچہ صرف اوپر کے دو دھن پر ہو تو بچہ پہلے ماہ میں تقریباً نصف سیر، دوسرا تیرے ماہ میں تین پاؤ اور چوتھے ماہ میں تین پاؤ سے ایک سیر تک دو دھن پی لیتا ہے۔

## پانچویں ماہ سے دو سال تک

اس عرصہ میں دودھ کے علاوہ ٹھوس غذا بھی شامل ہوتی ہے چونکہ عام طور پر بچے چھٹے اور ساتویں مہینے میں دانت نکالنا شروع کر دیتے ہیں جس کا فطری مقصد ٹھوس چیز کا توڑنا اور چبانا ہے چنانچہ یہ اس بات کی علامت ہوتے ہیں کہ بچہ اب فطرتاً ٹھوس چیز کی خواہش کر رہا ہے۔ اس لئے ماہین کی رائے کے مطابق اس عمر سے یعنی پانچویں ماہ میں بچے کو ٹھوس غذا کی ابتداء کرنی چاہئے تا کہ چھٹے مہینے کے بعد جب دانت نکالنا شروع ہو جائیں تو بچے ٹھوس غذا کھانے کے قابل ہو جائے۔ اس عمل کو WEANING کہا جاتا ہے۔

بدرتع تبدیلی کا عیم ہے جس میں بچہ مائع غذا سے ٹھوس غذا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

چار ماہ کی عمر کو پہنچنے کے بعد بچے کو شام اجلی ہوئے انڈے کی زردی یا سفیدی یا دلیہ شروع کیا جاسکتا ہے۔ بازار میں بچوں کے لئے بننے والے باریک دلیہ کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ ابتداء میں ایک دفعہ انڈے کی زردی دلیہ جاسکتی ہے۔ دوسرے وقت کی لازم کر کے یا دودھ میں ملا کر دیا جاسکتا ہے۔ تیرے وقت ایک چھپ دلیہ یا کوئی مناسب بازاری غذادی جاسکتی ہے۔ ہفتہ میں دو تین دفعہ پسا ہوا قیمة بھی دینا چاہئے۔ ایک سال کی عمر تک بچے کو ایک انڈہ، مکھن چوتھائی چھٹا نک، توں، ایک اکیلا اور کھیر دینی چاہئے۔ یہ چیزیں دودھ کے علاوہ ہوتی چاہئیں۔ جس کی مقدار اس عمر میں تقریباً تین پاؤ سے ایک سیر تک ہوتی ہے۔ بچے کی غذا میں ٹھوس غذا کی شمولیت بدرتع جاری رکھنی چاہئے اور اس مقدار کو بڑھتا رہنا چاہئے یہاں تک کہ دو سال تک کا ہو تو نصف سیر دودھ کے علاوہ اس کی غذا میں ناشتا میں ایک چپاتی، مکھن، دو پھر میں کچھڑی، ہفتہ میں دوبار مچھلی کا کوشت، بشام کو شکر دیا ایک کیلا اور رات کو چپاتی اور دال یا چپاتی اور آلو کا سان، دال وغیرہ + ایک پاؤ دودھ۔

## تیرے سال سے پانچ سال تک

تیرے سال میں آپ کے بچے کو کھانے کی میز پر وہ تمام چیزیں کھانے کا اہل ہو جانا چاہیے جو آپ کھاتے ہیں۔ تیرے سال میں کوئی خاص ڈش تیار کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ آپ اپنا مینواں طرح ترتیب دے سکتے ہیں کہ کوئی چیز خاص طور پر پکانے کی ضرورت نہیں پڑتی چاہئے۔ مثال کے طور پر سان، کچھڑی، انڈا، کوشت، حلوہ، کشڑا ایسی چیزیں ہیں جو آپ کے کھانے میں بھی ہو سکتی ہیں۔ پانچ سال کی عمر تک دو دھن کی مقدار ایک سے ڈریٹھ پاؤ تک بھی ہے اس کے علاوہ دو روٹیاں ناشتا میں مکھن کے ساتھ انڈا، دو پھر کی روٹی سان، قیمه دال، دال چاول اور ساتھ حلوہ یا سُکنترہ وغیرہ کھانا اڑھائی (۲۱/۲) اونس فی پونڈ وزن کے حساب سے دو دھن ہر تین گھنٹے بعد۔ رات کی ایک خوراک چھوڑ دیں۔

## پانچ سے چھ ماہ تک

۶ بجے صبح --- دو دھن آٹھا اونس (ایک پاؤ)

۹ بجے صبح --- آٹھا پاؤ دو دھن میں دلیا۔ ایک انڈا اگر ممکن ہو۔

۱۲ بجے دو پھر --- زم چاول یا کچھڑی

۳ بجے سہ پھر --- آٹھا اونس دو دھن۔ (ایک پاؤ)

۶ بجے شام --- ۲ اونس دو دھن سکٹ یا کیلے کا کچھ حصہ

۹ بجے رات --- ۸ اونس دو دھن

او سطح حراروں کی ضرورت ۲۰۰ سے ۴۰۰ میلی لیٹر

## ساتویں سے نویں ماہ تک

۶ بجے صبح --- دو دھن آٹھا اونس (ایک پاؤ)

۹ بجے صبح --- دلیہ دو دھن چار اونس۔ روٹی۔ سلاس یا مکھن انڈا اگر ممکن ہو۔

ایک بجے دوپہر --- زم چاول یا کچھڑی۔ آلو چاول یا دہی چاول ہفتہ میں تین بار پتا ہوا قیمہ دو چھپے۔

۲ بجے شام --- دو دھن چار اونس ریسکٹ اوس طحہ حرازوں کی ضرورت ۸۰۰ سے ۹۰۰

دو ماہ سے ایک سال تک )

۳ بجے صبح --- دو دھن آٹھ اونس (ایک پاؤ)

۴ بجے صبح --- دو دھن ۳ اونس + دلیا یا مکھن اور ایک سلاکس انڈہ اگر ممکن ہے۔

۵ بجے دوپہر --- کچھڑی یا دال چاول (مرچ ہلکی) ایک دن بعد چاول کے ساتھ پتا ہوا قیمہ یا مچھلی۔

۶ بجے شام --- ریسکٹ یا روٹی کا ایک سلاکس اور مکھن یا کھیر (دواں) ایک کیلا یا ایک سنگڑہ کے بجے شام --- روٹی اور سوپ یا کچھڑی (جس میں آلو یا مثر ملے ہوں)

۷ بجے رات --- ایک پاؤ دو دھن

او سطح حرازوں کی تعداد ۹۰۰ سے ۱۰۰۰

پہلا اور دوسرا سال )

۸ بجے صبح --- دو دھن آٹھ اونس (ایک پاؤ)

۹ بجے صبح --- ناشتا میں دلیا یا روٹی یا ایک سلاکس آٹھ اونس مکھن کے ساتھ اور انڈہ اگر ممکن ہو۔

۱۰ بجے دوپہر --- کچھڑی + پسی ہوتی سبزیاں اور پتا ہوا قیمہ اور مچھلی ہفتہ میں تین بار ایک بجے دوپہر

۱۱ بجے شام --- ایک سنگڑہ یا کیلا اور کھیر یا حلوا اور ریسکٹ وغیرہ۔

۱۲ بجے شام --- عشا نیہ میں روٹی + سان یا دال یا آلوؤں کا بھرتہ

ابجے رات --- و دھ آٹھاونس

او سطحراروں کی تعداد --- ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰

چوتھے سال سے مدرسے جانے تک (۵ سال) )

۸ بجے صبح --- ناشہ دو سلاس ڈبل روٹی یا ایک چپاتی، بھن آدھاونس۔ اندھا اگر ممکن ہو۔

ابجے ظہرانہ --- ایک سے دو چپاتیاں، آلوؤں اور سبزیوں کا بھرتہ اور دال اور ایک دن وقفہ کے بعد کوشت مچھلی۔

عصرانہ --- سکٹ، کیلے یا کوئی اور پھل یا ڈبل روٹی، بھن  
۸ بجے رات عشا نیہ --- کچھڑی یا آلو چاول یا ایک سے دو روٹیاں سبزی یا دال کے ساتھ سویٹ ڈش۔ کھیر یا سوچی کا حلومیا کشرڑ  
او سطحراروں کی تعداد --- ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰

چار ماہ کے بعد ماہرا مراث اطفال کے مشورہ سے عمر کے ان ادوار میں وہ مسن یا فولاد کی قسم اور مقدار متعین کرائی جاسکتی ہے۔

وزن )

قارئین کی آسانی کیلئے بیدائش سے مدرسے جانے کی عمر تک مختلف عمروں میں او سط پنجے کا وزن ایک جدول کی شکل میں دیا جاتا ہے۔

بیدائش کے وقت --- تین سے ساڑھے تین کلوگرام

تین ماہ پر --- ساڑھے چار کلوگرام

نوماہ پر --- آٹھ کلوگرام

ایک سال پر	-----	۱۵ کلوگرام
دیوڑھ سال پر	-----	۱۳ کلوگرام
دو سال پر	-----	۱۲ کلوگرام
تین سال پر	-----	۱۱ کلوگرام
چار سال پر	-----	۱۰ کلوگرام
پانچ سال پر	-----	۹ کلوگرام

مندرجہ ذیل جدول ایک اوسط صحت مند بچے کے وزن کے مطابق ہے اس میں تھوڑی سی کمی و بیشی ہو سکتی ہے اگر کمی ایک کلوگرام سے زیادہ ہو تو ماہرا مرض سے مشورہ کریں۔

### (۱) روحانی فہرست تربیت اولاد

یاد رہے کہ جو عادتیں بچپن میں پڑ جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں جاتی وہ عادت بری ہو یا بھلی اسی لئے اولاد کی تربیت ضروری ہے۔ چند ہدایات ملاحظہ ہوں۔

- ۱) عورت کی عادت ہے کہ بچوں کو ڈراتی ہے کبھی کسی خطرناک چیزوں سے کبھی ڈراونی چیزوں سے یہ مری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔
- ۲) اس کے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے وقت مقرر رکھوتا کہ تم درست رہے۔
- ۳) نیک اور اسلامی طریقہ والی عورت کا دودھ پلانے میں کیونکہ دودھ کا اثر ہوتا ہے۔
- ۴) اس کو صاف سخرا رکھو اور گرمی میں ان کو روزانہ نہ لہلا یا کرو اور سردی میں گرم پانی سے دوپھر کے وقت روزانہ نہ لہلا یا کرو اس سے تم درست قائم رہتی ہے۔

۵) اس کا بہت بناو سنگار مت کرو۔

۶) اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت رکھو۔

۷) رات کے وقت روزانہ اس کی آنکھوں میں سرمہ لگای کرو۔

- ۸) اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پر دہ میں بیٹھنے کے لاٹ نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ، اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے۔ دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہوا اچھا نہیں۔
- ۹) بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا اور بیسہ ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزان کے بھائیوں بہنوں کو دیا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یا درکھوکہ تم اپنی ہی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ہواں کا دلوانا درست نہیں۔
- ۱۰) زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے بیان کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو جذبی سمجھتے ہیں اس کو قبول جانتے ہیں۔
- ۱۱) اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور نگین اور تکلف کے لباس سے اس کو فرست دلاو کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنچتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔
- ۱۲) اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت عمدہ لباس اور تکلف کے کپڑوں کی عادت مت ڈالو۔
- ۱۳) اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج گزر جاتا ہے۔
- ۱۴) چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو سورہ بڑی ہو کر عادت ہو جائے گی۔
- ۱۵) جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔
- ۱۶) ان باتوں سے اس کو فرست دلاتی رہو۔ غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جانا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی بیچ کرنا، خونخواہ اس کو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا،

- بات بے بات ہنسنا، یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ، بُری بھلی بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے تو رأس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔
- ۱۷) اگر کوئی چیز تو پھوڑ دے یا کسی کومار بیٹھنے مناسب سزا دو، تاکہ پھر ایمانہ کرے۔ اسی باتوں میں لاڈ پیارہ بیٹھنے کیلئے بچہ کو کھو دیتا ہے۔
- ۱۸) بہت سوریے مت سونے دو۔
- ۱۹) سوریے جانے کی عادت ڈالو۔
- ۲۰) جب سات ہر س کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔
- ۲۱) جب مکتب جانے کے قابل ہو جائے سائل قرآن شریف پڑھواؤ۔
- ۲۲) جہاں تک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔
- ۲۳) مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔
- ۲۴) کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکائیں اور قصے سنایا کرو۔
- ۲۵) ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں شرع کے خلاف مضمون یا بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔
- ۲۶) ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آجائے۔
- ۲۷) مکتب سے آجائے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اس کو کھیل کی اجازت دوتاکہ اس کی طبیعت کندنہ ہو جائے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور چوٹ لگنے کا اندر یہ منہ ہو۔
- ۲۸) آتش بازی یا باجہ فضول چیزیں مول لینے کے لئے پمپے مت دو۔
- ۲۹) کھیل تاشے دھلانے کی عادت مت ڈالو۔
- ۳۰) اولاد کو ضرور کوئی ہشر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پمپے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکیں۔

(۳۱) بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ پانچ اور سوت نہ ہو جائیں۔ ان سے کہو کہ رات کو بچھوٹا اپنے ہاتھ سے بچھا دیں۔ صحیح کوسویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گھڑی اپنے انتظام میں رکھیں ادھڑ اور پھٹا کپڑا خود ہی سی لیا کرو، کپڑے خواہ میلے ہوں یا اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے اور چوبی ہے کا اندر یشنا ہو۔ دھو بن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑھاں کر کے لیں۔

(۳۲) لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھاں بھال کیا کرو۔

(۳۳) لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پر دنے کپڑے رنگنے، چیز بخنے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔

(۳۴) جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شabaas دو۔ پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دوتا کہ اس کا دل بڑھے۔ جب اس کی بدی بات دیکھو۔ اول تہائی میں اس کو سمجھا و کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خیر ہو گی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر مت کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور اگر پھر وہی کام کر لے تو مناسب سزا دو۔

(۳۵) ماں کو چاہیے کہ بچے کو باپ کا احترام سمجھاتی رہے۔

(۳۶) بچے کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا۔ سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو بدی سمجھتا ہے سو اگر وہ بدی ہے تو اس سے چھڑا اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پئے۔

(۳۷) کوئی کام محنت اور درڑش کا اس کے ذمہ مقرر کر دو۔ جس سے صحت اور رہمت رہے سُستی نہ آنے پائے۔ مثلاً لڑکوں کو ڈنڈا، مگڑ کرنا، ایک آدھ میل چلانا اور لڑکیوں کے لئے چھلی

یاچہ خدھ چلانا ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عجیب نہ سمجھیں۔  
۳۹) چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ کرے۔ نگاہ اور پڑھا کرنے چلے۔

۴۰) اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے، چال سے برتاؤ سے، شنی  
بگھانے نہ پائے یہاں تک کہ اپنے ہم عمروں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان، خاندان  
یا کتاب و قلم دوستِ تختی تک کی تعریف نہ کرے۔

۴۱) کبھی کبھی اس کو دوچار پیسے دے دیا کرو تاکہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے۔ مگر  
اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے سانبیاء علیہم السلام اولیاء کرام کے  
بچپن کے واقعات کبھی کبھی سنایا کریں۔

۴۲) نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت اور مسلک حق اہلسنت سے والستگی پدمدھوں سے دوری  
ونفرتِ خصوصیت سے بتائیں۔

### ﴿ماں کی شان﴾

حمل سے پہلے اور حمل کے بعد ماں کو بالخصوص آرزو ہو کہ بچہ یا بچی وہ نصیب ہوں جو  
دارین میں فلاح و بہبودی کا موجب ہو۔ حمل کے دوران بالخصوص ہمیشہ کلی حلال و صدقی  
مقال پر عمل ہو، زیادہ سے زیادہ تیکی کی عادت ہو اس کے اثرات نبچے یا بچی پر پڑتے ہیں۔  
حضرت خواجہ قطب الدین کا کی وسیدنا غوث اعظم جیلانی قدس سرہ و دیگر اولیائے کاملین  
کے حالات سے ظاہر ہے کہ ان کے دوران حمل ماں شب بیداروں، عبادات گزاروں،  
ذکرو اذکار میں مشغول رہیں تو اولاد وہ پیدا ہوئی جنہوں نے اسلام میں نام پیدا کیا۔ نزیرہ  
اولاد کی خواہش مند خاتون حمل کے دوران انگلی سے پیٹ پر مندرجہ ذیل کلمات لکھئے۔

ان کان هذَا وَلَدًا فَاصْمِهِ مُحَمَّداً

حمل کے دوران ہمیشہ باوضور ہنئی کی کوشش کرے۔ پیدائش کے بعد، بچے کو باوضور ہو کرو وہ پلانے اور نسم اللہ پڑھ کر بچے کے منہ میں پستان دے اور اسی دوران درود شریف ورزبان رہے۔ ملپاکی (سوائے ضروری امر کے) کی حالت میں ہرگز وودھنہ پلانے اور خود کو اسی طرح بنانے جیسے حضرت امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کو تصحیح سے نوازا۔

تصحیح نامہ امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ ﷺ

حضرت شاہ عبدالحق دہلوی اخبار الاحیا میں لکھتے ہیں کہ ”حضرت امیر خسر و سلطان اشعراً اور بہان ناطق ہیں۔ قوت ناطقہ آپ کے کمالات کے ادراک سے عاجز ہے اور زبان قلم ان کی تحریر سے قاصر۔ آپ کا شمار دنیا کے بہت بڑے عالموں میں ہے۔ عالموں میں آپ کی ذات فیض الہی کی مظہر اور لامتناہی کمالات کی مصادر ہے۔ چشم کے مضامین اور معنی میں جس قد رہسترس انہیں حاصل تھیں وہ شعراء متفقد میں اور متاخرین میں سے کسی کی قسمت میں نہیں ہوئی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا اور چھ ماہ بعد اٹھارہ شوال ۲۵ھ کو فور غم سے جا بحق تسلیم ہو کر مرشد علیہ الرحمۃ کے پاس مدفن ہوئے۔

اَنَّ اللَّهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

حضرت امیر خسر کی تایفات میں سے ایک کتاب مطلع الانوار منظوم ۱۹۸ھ (بجواب مخزن الاسرار مولا ناظمی سجنجوی) اس کا بیساں باب میرے مضمون کا حامل ہے۔ بیٹی کو خاطب کر کے فرماتے ہیں۔

”تو میری چشم و چہاغ اور میرے دل کا شر ہے اگرچہ تیرے بھائی تیری ہی طرح نیک اختر ہیں مگر میری نظر میں تجوہ سے بہتر نہیں کیونکہ باغبان کے لئے سر و سون یکساں ہوتے ہیں اگر لڑکی نہ ہو تو بیٹا کیسے پیدا ہو، سیپ کے بغیر موئی کہاں سے دستیاب ہو، قسمت

نے تجھے ہمایوں باہر کت بخت بنا لیا ہے اور میں نے تیرانا م مستورہ (پر دہشین) رکھا ہے امید ہے کہ تو اسما مسمی ثابت ہوگی اور عمل سے اپنے نام کے مظہر کی صداقت بنے گی اس وقت تیری عمر سات سال ہے سترہ برس ہونے پر تجھے اپنے پرغور اور میری نصیحت پر عمل کرنا ہو گا تا کہ میرا نام تجھے سے روشن ہو کہ لوگ کہیں کہ خسر و کیسا نیک مرد تھا کہ جس کی بیٹی ان اوصاف کی مالکہ ہے۔ اس وقت مر بھی جاؤں تو خلقت یہ دیکھ کر کہے کہ خسر و مر انہیں زندہ ہے کیونکہ اس کی بیٹی نے نام زندہ کر دیا ہے اس لڑکی پر جان فدا کردیتی چاہئے۔ جس پر اس کے باپ کائیک نام قائم رہے۔

تجھے چاہئے کہ تحفظ عصمت کے لئے تو اسی طرح پابند عمل رہے جس طرح دامن کوہ۔ جس کا وقار اسی لئے ہے کہ وہ اپنے مقام پر قائم ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ عورت کو خفتہ کی طرح بے جس و حرکت رہنا ہی سو مدد ہے جو عورت باہر نکل کر پھر نے کی عادی ہو جائے وہ ہر وقت گھر میں خالف رہتی ہے۔ دیکھتے نہیں کہ کفن چور گورات کو مدد دوں کے کفن چپا تا ہے مگر دن کو بھی گھر میں خوفزدہ رہتا ہے۔

جو عورت باغوں میں سیر کرنے کی عادت ڈال لے اس کا گریبان کسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور دامن کسی کے۔ عورت کا اس طرح آزاد پھر بارہ بڑی خرابی کا باعث ہوتا ہے۔ باہر پھر کر سرخ رنگ ہونے سے گھر میں رہ کر پسیدرنگ (زرد) رہنا بہتر ہے۔ شوخ چشمی سے پسید چشم (اندھا) ہونا اچھا ہے۔ عورت اپنی آنکھوں میں سرمدہ نہ لگائے جس سے وہ رو سیاہ ہو جائے اور وہ گلگونہ (پاؤڈر) سرخ و پسید مرکب جو عورتیں چہرے پر ملتی ہیں۔ چہرے سے آنار دیں۔ جو قصد بد سے لگایا جائے بلکہ کوشش کرے کہ وہ بے گلگو سرخ وہ او رنیک اعمال ہی سے سرخ رو ہی حاصل کر کے صدق و صفائیں حمیرا (جمیراء کی تصفیہ ہے۔ جس کے معنی چھوٹی سی خوش رنگ عورت۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب بھی ہے) کا خطاب

حاصل کرے۔ آدمی کو اس گمان میں نہ رہنا چاہیے کہ عورت پا رہا ہے۔ عرق النساء یہاڑی بڑی تکلیف وہ ہے اسے فاری میں رگ زن سے موسم کیا گیا ہے یعنی عورت کی رگ (مارنے والی رگ) اسی سے عورت سے لاحق ہونے والی تکلیف کا اندازہ کرو۔ اے مرد تو عورت کی حالت ٹنگ دستی میں نیک پاک ہونے کا خیال مت کرو اور خوش حالی میں اس کے فاسقہ ہونے کا دھیان رکھ کیونکہ بھرے گھر میں چور آتا ہے۔ ان شکر لبوں کے گرد بہت سمجھیاں ہیں اُن کو ضرور روکنے کیلئے مگس داں درکار ہے۔ جوانی میں عورت برا کام کرنی چاہتی ہے مگر بڑھاپے میں سوچتی ہے کہ میں نے ایسا ملامت کا کام کیا اور جو عورت آسودگی میں بہے کاموں سے پچھی رہے وہ اپنی دین کو بچائیتی ہے جو لذت میں غرق ہو جائے وہ خود بھی خراب ہوتی ہے اس کا خانہ بھی خراب ہوتا ہے جب کسی کا پاک بدن شراب سے آلوہ دہو جائے تو درود یوار سے حریف پہنچ جاتے ہیں خواہ جمرے ہی میں بیٹھ کر درود جام چلے۔ اس کی بُوڑیوں میں سچیل جاتی ہے شیطانوں سے شہر بھرا پڑا ہے گھر کو قفل لگا کر چاپی گم کر دو۔ تاکہ خطرہ فساد نہ رہے کہ پرده لشینوں پر جب کوئی وقت آتی ہے بے پر دگی کی وجہ سے ہی آتی ہے۔

اگر عورت چاہتی ہے کہ کوئی اس کو طعنة نہ دے تو ما محروموں سے پرده رکھے جس کھانے پر سرپوش نہ ہو وہ بکھیوں اور چیزوں سے کب بچ سکتا ہے۔ اگر دیگر کامنہ بند کر کے نہ سوئں تو نعمت سکتے میں سے کس طرح محفوظ رہ سکتی ہے۔ اگر عورت حُسن نمائی کر کے فاسقوں کے کانوں کو شیفتہ نہ کر لے تو فرشتے اُس پر قربان ہوں اگر عورت کارڈ پوش نظر بیگانے سے پاک رہے تو اسے بزرگ اپنے کلاہ کا امداد بنالیں، اور ذہنی کا ایک بیچ فاجروں فاسق شہیوں کی دو پگڑیوں سے بہتر ہے۔

عورتوں کی جلوہ گری اور زیب نمائی یہ ہوئی چاہیے کہ وہ مخلوقِ خدا کی شرم اور خدا

کے خوف کے پر دے میں رہیں اور آدمی ان کی پا کیزگی کے مدح ہوں اگر وہ چاہتی ہے کہ ان کی ہمزاویں (ہم جولیاں) ان کی بھی نہ اڑائیں تو وہ صرف بیگانوں سے بلکہ اپنوں سے بھی پر دہ کریں وہ سورج کی طرح اپنی چمک قائم رکھیں اور ہر وقت حیا میں رہیں۔ جس نے نقاب المث دی کویا اس نے اپنی آبرو گنوادی۔ کثرت عصیاں کے سبب پر دہ عصمت بہت جلد فرسودہ ہو جاتا ہے انسان بد کاری جتنی چھپا کر کرے آخر طاہر ہو جاتی ہے اور بد کار مرد بدی کر کے اُسے مشہور کرنا فخر کی بات سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی عورتوں کی پر دہ دری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بری عورتوں کی شکل ان کی تباہی کی شہادت دینے لگتی ہے۔ جب ستار کو بغل میں دبا کر چھیڑتے ہیں تو اس کے نار چغلی کرنے لگتے ہیں کہ وہ بغلی میں دبائی گئی ہے۔ اسی طرح دف کا حال ہے وہ پر دہ بند ہو کر بیٹھتی ہے مگر اس کا پر دہ ہی دفعہ زن کی غمازی کرتا ہے ہر ای خواہ دس پر دوں میں کی جائے آخر آشکارا ہو جاتی ہے۔

عورت کو شوہر کے سوا کسی کے سامنے نہ کش نہیں کرنی چاہیے خواہ وہ اپناماموں ہی نہ ہوں۔ اس طرح بھائی کے سامنے خلوت میں نہیں بیٹھنا چاہیے اس کے سامنے چاند و سورج بھی آجائے تو اس سے منہ موڑ لے کیوں کہ سایا بھی نامحرم ہوتا ہے۔ عورت کو اپنے شوہر اور کنیزوں کے سوا کسی سے بات نہیں کرنا چاہیے تاکہ فاسقوں کے فتوؤں میں گرفتار نہ ہو۔ مرد کے لئے بد خواہی عیب ہے اور اگر بد خواہ عورت خاوند کے پلے پڑ جائے تو گھر دوزخ بن جاتا ہے۔ نیک عورت وہ ہے جو دار شوہر کے ساتھ قناعت اختیار کر کے گزار کرے اگر اس حال میں بھی وہ زیور کی تمنا کرے تو پیشانی کے پیشے سے در اور دوک (تلکے) کے دھاگے سے (زیور) پیدا کرے۔ عورت لگنگھی اور شیشے کا خیال چھوڑ دے شوہر کے چہرے کو آئینہ تصور کرے اگر عورت تھا بسر کرتی تو کیا بہتر تھا مگر فطرت کے آگے مجبور ہے۔ بہر حال اسے ایک شوہر پر قناعت کرنی چاہیے سایک مادہ اور دس دس نر، کتیا اور سورنی

(خزیر کی مادہ) کا کام ہے۔ انسان کا نہیں سا اگر انسان آنکھ کو اس طرح رکھے کہ جس طرح موتی سیپ میں تو کبھی مصیبت کے تیر کا نشانہ بنے۔ دیکھتے نہیں کہ دیدہ بادم جب تک پردے میں رہے تو محفوظ ہے لیکن جب پرده ٹوٹ جائے تو ہر منہ میں آکر پس جاتا ہے اسی طرح غنچہ جب تک بند رہے محفوظ ہے ہوا اس کے گریبان میں نہیں گھس سکتی۔ مگر جوں ہی اس میں سوتی کے ناکے کے برادر سوراخ ہوا ہوانے واٹل ہو کر اسے چاک کر دیا۔

بوڑھی عورت کا سرمے سے آنکھ سیاہ کرنا گائے کی طرح زاغ (کو ۱) چشم ہونا ہے جس کی آنکھیں مر نے پر کالی ہو جاتی ہیں یعنی ایسا کہ اس کے لئے موت ہے۔ ہر چیز پانی سے پاک ہو جاتی ہے مگر بد کا رعورت کو خاک ہی پاک کر سکتی ہے (یعنی موت) بھیڑ جب خود چل کر بھیڑے کے پاس آجائے تو رکھوا لاش کیا کرے۔ جس عورت کو خدا نے ادب کی نعمت بخشی ہو وہ جان دے دیگی مگر بد ایسی کے قریب نہ جائے گی۔ ایک بادشاہ نے اپنے اونچے محل سے نظر دوزائی تو اسے ایک مکان میں نہایت خوب رو، خوبصورت عورت دکھائی دی اس کا دل بیقرار ہو گیا اسکے حسن و جمال پر مفتون ہو گیا۔ پہلے نامہ پیام سے کام نکالنا چاہا۔ مگر اس عفیفہ نے اپنی پا کدا منی کی وجہ سے توجہ نہ دی آخر اس نے حکم دیا کہ اس سرکش عورت کو پکڑ کر لاو۔ جب وہ محل میں آئی دل کشی اور دل ہوش بر بائی کے سارے سامان جمع کر کے کہ اس پا کیزہ عورت کو اس کام پر آمادہ کرے جس کی تعلیم بادشاہ کے نفس نے دی تھی۔ عیش ونشاط کے تمام سامان فراہم، نفسانی جذبات اپنے شباب پر اور پیار کی مسلح فوج سامنے، تہائی کا عالم، سارے دروازے اور کھڑکیاں بند، تمام خطروں اور کل اندریشوں سے بظاہر اطمینان، پھر جوانی قیامت کا روپ بھر کھڑی، شبابی قوت و طاقت کا سمندر موجز، جنسی میلان کا صبر آزماتاً طحی ایسے وقت میں اپنے دیدہ پر حسرت کو پُر آب کر کے کہا اے صنم تیری آنکھوں نے میری نیند کھو دی ہے۔ عورت نے عرض کیا۔ میں ایک غریب بندی! آپ شہنشاہ۔

تا جوراں را گمدایاں چہ کار

یعنی با دشائیوں کو فقیروں سے کیا کام

با دشائیے جواب دیا تو حسن کی شہزادی ہے اور میں گدائے حسن (یعنی حسن کے دروازے کا فقیر) خدا را سوئے مشتاق قنگا ہے (خدا کے لئے مشتاق کی طرف ایک نظر دیکھئے)

آسمان دیکھ رہا تھا۔ زمین دیکھ رہی تھی سلامکہ دیکھ رہے تھے کہ اس خاتون کا دامن عفت کدھر جاتا ہے۔ بہائی کی طرف بلانے میں شیطانی قوت نے کوشش کا کوئی واقعہ نہ اٹھا رکھا تھا مگر اللہ کی بندی سب دیکھتی ہے اور چاہتی تو جو کچھ با دشائی چاہتا تھا کر گزرتی۔ عورت نے کہا با دشائی سلامت! اذرا صبر کیجئے میں دوسرے کمرے میں آراستہ ہو کر حاضر ہوتی ہوں۔ غرض یہ کہ وہ دوسرے کمرے میں گئی اور دونوں آنکھیں نکال کر ایک طشت میں رکھیں اور شاہی خدمتگار کے ہاتھ خدمت میں ارسال کر کے کھلا بھیجا کہ جس چیز کی بڑی چاہتی وہ پیش حضور ہے۔ ایک کمزور رارادے والی عورت کو اپنی ہوسنا کیوں کا تختہ مشق بناتا ہے تو نے یہ حمدات کی، رب کا احسان بھول گیا۔ اور اس کی دی ہوئی قوت اس کے ہی حکم کیخلاف استعمال کرنا چاہتا تھا اسی کا نام شیطانیت ہے۔ شیطان کا قصور ہی اس کے سوا کیا ہے تو انہیوں کا جو ذخیرہ تھے خالق کائنات کی طرف سے عطا ہوا ہے بجائے مرضی حق کے ان کو اس کی مرضی کے خلاف استعمال کرتا ہے۔ با دشائیوں کو دیکھ کر بڑا شرمند ہے۔

اس پاک دامن خاتون کو صدم معدربت و عطاۓ انعام عزت و احترام کے ساتھ گھر پہنچا دیا۔ یہ تمام مضمون بیان کر کے حضرت امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ پھر اپنی بیٹی سے مخالف ہو کر فرماتے ہیں۔

اے کہ توئی دیدہ خسر و ہنوز

با ش بدیں کونہ بے عصمت صبور

یعنی میری نور نظر تمہیں بھی اسی طرح باعصم رہنا ہوگا۔ خاتون نے جس جوشی، جس عزم اور استقلال سے جدائی ایمانی کام مظاہرہ کیا اُس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ خاتون کی تقویٰ نے اپنے کنارے عاطفت میں جگہ دی۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک مردہ صنف نازک کے قابل میں جان ڈال سکتی ہے۔

تبصرہ اوسی غفرلنے ۷۶

مسلمان عورتیں زمانہ کے حالات سے بدل رہی ہیں ان کے سامنے سعادت مند خاتون کا کوئی اسوہ موجود نہیں اس لئے ان کا راہ سے ٹھٹا دور از عقل نہیں لیکن اگر میری ماں میں اور زینبیں حضرت امیر خسر و کی اس فیصلت کو اپنی زندگی کا نمونہ بنائیں تو انہیں معلوم ہو گا کہ دین واری اور خدا تری، پاکیزگی دنیا و آخرت کی نیکیوں کو اپنے آنجل میں سمیٹ سکتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو صرف نازک کے عظیم الشان گلستان کے لئے چن آرا ہو سکتی ہے۔ جب اس کے باعث تمدن میں بھار آئے گی تو ایک نیارنگ و بو پیدا ہو گا۔

ایک اور پاک باز خاتون ۷۷

سیدنا حضرت امیر خسر و رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلت نامہ سے فقیر کو ایک پاک دامن خاتون کی کہانی یاد آئی۔

غالباً حضرت عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک خاتون پاک دامن کو کسی ظالم نے اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہا اُس پر قابو پا کر اسے ایک کمرے میں لے گیا۔ پاک دامن خاتون نے کہا کہ مجھے بالاخانہ تک صرف پانچ منٹ تک مہلت دیدے ظالم یہ سمجھا کہ یہ تو اب میرے قابو میں ہے کہاں جا سکتی ہے۔ چنانچہ اُس خاتون کو بالاخانہ تک جانے کی اجازت دیدی۔ خاتون بالاخانہ پر گئی تو بلند مینار نظر آیا اُس کے اوپر چڑھ کر اپنے

شیخ کو پکارا۔ ”مے شہ اقتضبند احمد اکن“ یہ کہہ کر چھلانگ لگادی۔ زمین پر پہنچنے پر دیکھا کہ اسے ایک بزرگ نے ہاتھوں میں لے لیا۔ حیران ہو کر پوچھا ”ماز کجا آمدی“ شیخ نے جواب دیا۔ ”تو از منارہ آمدی مسن از بخار آدم“ وہ شیخ حضرت بہاء الدین اقتضبند رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ بہر حال کرامت شیخ اپنے مقام پر حق ہے لیکن خاتون نے اپنی عصمت پر جان کی بازی لگادی ایسی پاکدا سن خاتون کی تقلید والا یت کے ووجہ تک پہنچاتی ہے۔

### ﴿اچھی ماں﴾

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ نیک اولاد کی تمنا میں خود کو تیار کرے اور وہ ہے نیک اعمال پر کمر بستہ رہنا۔ ہر وہ نیک عمل جو ماں عمل میں لائے گی اولاد کے لئے جو ہر آبدار ثابت ہوگا۔ یہاں ہر ایک نیک عمل کے فضائل بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ صرف نماز ہی خاتون کو ”اچھی ماں“ ثابت کر سکتی ہے۔ اسی لئے یہاں نماز کے بارے میں ایک مقالہ پر د قلم کرتا ہوں۔

### فضائل نماز﴾

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کی ادائیگی کے فضائل اور ترك نماز پر وعدیں سنائی ہیں۔ مجملہ چند آیات حاضر ہیں۔

۱) وَاقِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

ترجمہ: اور نماز قائم کرو مشرکین سے نہ ہو جاؤ۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز نہ پڑھنے والوں کو شرکوں میں شمار کیا ہے اور یہ سب سے بڑی وعدی ہے تارکین نماز کا گناہ اور ان کی سزا کا ذکر اب قضا کرنے والوں کی سزا ملاحظہ فرمائیں۔

۲) فَوْيَلُ لِلْمُصْلِينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔

ترجمہ: ہلاکت ہے اُن نمازوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں وقت مقررہ پر ادا نہیں کرتے۔

اور نماز کو وقت پر باجماعت ادا کرنا ہی دراصل نشانے خداوندی کے مطابق ہے۔

۳) اَرْشَادٌ بِإِيمَانٍ تَعَالَى ہے:

ان الصَّلَاةِ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَبَابًا مَوْقُوتًا۔

ترجمہ: بیشک نماز مونوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔

احادیث مبارکہ

۱) حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا۔

۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے الصلوة عماد الدين اقامها فقد اقام الدين ومن هدمها فقد هدم الدين۔

(بیہقی)

ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے جس شخص نے نماز کو قائم رکھا اُس نے دین کے محل کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑ دی اس نے نے دین کے محل کو سمارکر دیا (کویا کہ بے نماز شخص دین کی عمارت کا منہدم کرنے والا ہوتا ہے)

۳) حدیث پاک میں ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انھوں اور ایندھن لے کر میرے ساتھ چلتا کہ میں ان لوگوں کو ان کے گھروں سمیت جلا کر راکھ کر دوں جنہوں نے نماز عشاء ادا نہیں کی۔

۴) صحیحین میں ہے کہ نوقل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس کی نماز فوت ہو گئی کویا اُس کے اہل و عیال فوت ہو گئے۔

۵) بیزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز چھوڑ دے اُس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

۶) امام احمد، دارمی اور تیہی شعب الایمان میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت (علیہ السلام) نے فرمایا۔ جو شخص نماز کی مخالفت نہ کرے گا۔ وہ قیامت کے دن فرعون، ہامان اور رقارون کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ:

من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر.

جو نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے وہ کافر ہو گیا۔

فائدہ: صحابہ کرام میں سے یک گروہ کا بھی مذہب تھا کہ تارک اصلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے ان صحابہ کرام میں سے حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو درداء، حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم اور حضرت عبد الرحمن بن عورف رضی اللہ عنہم میں سے ہیں لیکن بعض صحابہ کرام اور آئمہ ہدیٰ تارک نماز کو گنہگار اور منکر نماز کو کافر گردانے ہیں تاہم یہ سمجھ لیا چاہئے کہ بلاشبہ نماز چھوڑنے سے دین کی عمارت دھڑام سے نیچے آگرتی ہے۔

### ﴿نماز کی برکتیں﴾

اللہ رب العزت نے معراج پاک کے اس تختے میں آن گفت برکتیں رکھی ہیں۔ سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ نماز ہر بہانی سے بچا کر تقویٰ کے درجے تک پہنچادیتی ہے ارشادِ ربیٰ ہے۔

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهِيٌ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ.

ترجمہ: نماز فخش با توں بُرے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے۔

سوال: جب نماز برائیوں سے روکتی ہے تو بعض لوگ نماز پڑھنے کے باوجود برائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں اُن کے حق میں یہ آمیت کیسے صادق آئے گی؟

جواب: نماز برائیوں سے بچنے کا ایک نسخہ ہے جس طرح حکیم حاذق کسی مریض کے لئے ایک نسخہ تجویز کرتا ہے ساتھ ہی اسے ترکیب استعمال کا طریقہ بتاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر ترکیب استعمال میں کوئی خامی رہ گئی تو یہ نسخہ مفید ثابت نہ ہوگا۔ پھر اگر بیماری معمولی ہو تو ایک دو مرتبہ پینے سے صحت ہو جاتی ہے لیکن اگر بیماری جسم میں راح نہ ہو کر بس چکلی ہو تو علاج و معالجم کے لئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔ اس صورت میں دوا اور ترکیب استعمال میں مدد اور مدد کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح اگر قلب میں روحانی بیماری کم ہو تو یقیناً چند ہی روز میں نماز پڑھنے سے تقویٰ حاصل ہو جائے گا لیکن اگر روحانی بیماری قلب میں راح نہ ہو چکی ہے تو اس کے لیے نمازوں میں کثرت کرنا اور ان کو صحیح اركان کے ساتھ ادا کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے اور نمازوں پر محافظت اور مدد اور مدد کرنے سے انشاء اللہ یہ نسخہ بار اور ثابت ہوگا۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے،

صلوة الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مفکرات لما ينہن  
اذا اجتبب الكبار.

ترجمہ: پانچ نمازوں پڑھنے سے اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرا رمضان تک ادا کرنے سے درمیانی تمام گناہ معاف کردیجئے جاتے ہیں۔

صحیح بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ..... ”مجھے بتاؤ جس شخص کے دروازے کے سامنے نہر جاری ہو اور وہاں سے وہ

روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے بھلا اس کے بدن پر کوئی میل رہ سکتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر گز نہیں تو فرمایا یہی مثال پانچ وقت نماز پڑھنے والے میرے امتنیوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پانچ نمازوں کے بعد لے ان کے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ پت جھٹر کے موسم میں ایک باغ میں داخل ہوا ویکھا کہ دو ٹھینیوں سے پتے جھٹر ہے تھے۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اے ابو ذر! دیکھ لے جس طرح اس درخت پتے جھٹر ہے ہیں اسی طرح جب میرا امتی نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی جھٹر جاتے ہیں۔

حاکم نے اپنی تاریخ میں امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کریم فرماتا ہے جو میرا امتی معراج پاک کے تھنے (نماز) کو وقت پر پا دا کرے گا، اپنے ذمہ کرم سے میں عہد کرتا ہوں کہ اسے عذاب جہنم سے بچا کر جنت الفردوس کا وارث ہناؤں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جب میرا بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے تو وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے اور جب اعوذ بالله من الشیطون الرجیم پڑھتا ہے تو اس کے جسم پر جتنے بال ہیں ان کے برادر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

جب الحمد شریف پڑھتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں عمرے کا ثواب لکھا جاتا ہے جب رکوع کرتا ہے تو اس کو رواہ الہی میں پہاڑ برادر سونا خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے جب سمع اللہ لِمَنْ حَمِدَه کہتا ہے تو اللہ کریم اس پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور جب وہ بجدہ کرتا ہے تو اس کو ایک غلام آزاد کرانے کا ثواب ملتا ہے جب التحیات پڑھتا ہے اُسے ہزار شہید کے برادر

ثواب ملتا ہے اور جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیجے جاتے ہیں۔ (قائق الاخبار ص ۶۶)

بہر حال اچھی ماں نماز کو پابندی سے ادا کرے تو بھی اولاد صالح سے جھوٹی رحمت کے موتویوں سے بُر کرے گی۔

اب ہم چند نیک تر بیت کرنے والی خواتین کا ذکر کرتے ہیں۔

### ﴿ خنساء رضي الله عنها چار شہداء کی ماں ﴾

صحر عرب کی مشہور شاعرہ حضرت خنساء کا بھائی ہے جو خنساء کے مسلمان ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تھا یہ اس کے غم میں دیوانی ہو گئیں۔ دن رات ماتم کرتیں اور مریشی کہتی رہتیں۔ بھائی کی یادِ صبح و شام کسی وقت بھی محونہ ہوتی تھی۔ حتیٰ کے پورے ایک سال تک یہ کیفیت رہی اسی حال میں آپ نے اسلام قبول کیا تو یہ کالیا ہی پلٹ گئی۔

اب تو یہ حال ہے کہ یہی خنساء جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں جوان بیٹوں کو لے کر خود پہنچتی ہیں۔ اور جب چاروں بیٹے یکے بعد دیگرے شہادت سے سرفراز ہو جاتے ہیں تو اب بجائے ماتم کرنے کے حضرت خنساء فرماتی ہیں۔

”اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ان (چاروں بیٹوں) کی شہادت سے عزت بخشی۔“ (رضی الله عنہم)

### مزارات شہداء

جب فقیر شام، بغداد کے مزارات کی زیارت کے لئے دمشق پہنچا تو جس ہوئی میں ہم نے قیام کیا اس کے جنوب میں دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک جگہ چار شہداء کے مزارات بتائے گئے اور کہا گیا کہ یہ حضرت خنساء رضی الله عنہا کے بیٹوں (شہداء) کے

مزارات ہیں۔ یہ مزارات جامع مسجد امیہ کے مغرب شمال کی طرف دس بارہ فرلانگ کے فاصلہ میں تھے۔ یہ حال مزارات کی زیارت سے ہم مشرف ہوئے اور ان کا مختصر تذکرہ بھی فقیر نے سفر نامہ شام و بغداد حصہ دوم میں لکھا۔

### تفصیلی حالات حضرت خسائے بنت عمر و بن اشرید رضی اللہ عنہ

یہ وہ خاتون ہیں جس نے اپنے چار جگہ پارے جہاد کے لئے تیار کئے۔ آپ کا اصلی نام تماضر ہے، لیکن چستی، ہوشیاری اور حسن کی وجہ سے خسائے کے لقب سے یاد کی جاتی ہیں جس کے معنی ہرنی کے ہیں۔ پہ نسبت نام کے ان کا لقب زیادہ مشہور ہے نجد کی رہنے والی تھیں، ان کے والد کا نام عمر و بن اشرید بن رباح بن یقظہ بن عصیۃ بن خفاف بن امراء القیس تھا۔ جو قبیلہ قیس کے خاندان سلیم سے وابستہ تھے ان کا پہلا عقد قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحد بن عبد العزیز سلمی سے ہوا اُس کے انتقال کے بعد دوسرا عقد مرداں بن ابی عامر سے ہوا۔ (اسد الغاہ) پہلے شوہر سے صرف ایک بڑا عبد اللہ پیدا ہوا اور دوسرا شوہر سے دو بڑے بیوی، معاویہ اور ایک بڑی عمرہ پیدا ہوئے۔ (الدر المخور) جب انہیں مکہ سے آفتاب رسالت ﷺ طلوع ہوا اور اُس کی شعاعیں سارے عالم پر پڑ تو اُنکن ہوئیں تو حضرت خسائے کی آنکھیں ان شعاعوں کی صداقت پاش نورانیت سے منور ہو گئیں اور وہ اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ مدینہ میں جناب سرورِ عالم ﷺ کی بارگاہ میں شرفِ اسلام سے بہرہ اندوز ہوئیں۔ (اسد الغاہ)

حضور سرورِ کائنات (ﷺ) ویریٹک ان کے شعر سننے رہے اور ان کی فصاحت و بلاغت پر تعجب فرماتے رہے۔ (اسد الغاہ)

### حالات

ان کی شاعری کا حال ابتداء میں یہ تھا کہ کبھی کبھی دو تین شعر کہہ لیا کرتی تھیں لیکن قبیلہ

بنی اسد سے اُن کے قبیلے کی لڑائی ہوئی تو اس میں ان کا حقيقی بھائی معاویہ مقتول ہوا۔ اور وہ سر اسویلا بھائی صحر، ابو شورا الاسدی سے رخی ہوا تو حضرت خسرو نے تقریباً ایک سال تک صحر کی بڑی محنت و جانشناختی سے یتھارداری کی لیکن زخم کاری لگا تھا جائز ہو سکا اور اپنی چھینچی، بہن کو دامنی مفارقت کا داش دے کر سوڑا خرت اختیار کیا۔ (اسدا الفاب)

حضرت خسرو کو اپنے دونوں بھائیوں سے بہت محبت تھی۔ لیکن صحر کے علم، برداشت، سخاوت، شجاعت، عقل مندی، حُسن کی وجہ سے وہ ان سے زیادہ مانوس اور گردیدہ محبت تھیں۔ اسی وجہ سے حضرت خسرو کو صحر کے انتقال سے سخت صدمہ پہنچا۔ اسی وقت سے اپنے بھائی پر بے نظیر مریضے کہنے شروع کئے۔ (در منثور رواہ اسد الفاب)

مرثیوں میں شدت غم اور کثرت الم کا اظہار ایسے دل سوز و جانگل داز الفاظ میں کیا کہ لوگ بیتاب ہو جاتے اور پڑھتے پڑھتے اشکباری کرنے لگتے۔ مریضے کے چند شعر درج کئے جاتے ہیں جن سے فصاحت و بلاغت اور جودت طبع کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

اعیتی جودا ولا تجمدا  
الاتبکیان بحصر الندى

الاتبکیان الفتی السیدی  
الاتبکیان الجری الجميل

دزاد عشرتہ امردا  
طويل النجار عظيم الرماد

اذالقوم متوا بايد بهم  
الى المجد مدد اليه يدا

فناـل الـذـى فـوق ايـديـهم  
الى المـجدـ ثمـ مضـى مـسـعاـ

ترـى المـجـديـهـدـى الىـ يـعـهـ  
يـرى اـفـضلـ المـجـدانـ يـحـمـداـ

وانـ ذـكـرـ المـجـدـ الفـيـهـ  
تاـزـرـ بـالـمـجـدـ ثـمـ اـرـتـدـىـ

ترجمہ: اے میری دونوں آنکھوں سخاوت اختیار کرو اور بخیل مت بن جاؤ کیا تم دونوں صحر جیسے بخی پر نہیں روئی ہو، کیا تم دونوں ایسے شخص پر جو نہایت دلیر اور خوبصورت تھا نہیں روئی

ہو، کیا تم نہیں روتی ہوا یہ شخص پر جو جوان سردار تھا، جس کا پر تلمذ نہایت دراز تھا اور جو خود بھی بلند و بالا تھا، وہ اپنے قبیلے کا سردار ایسی حالت میں ہو گیا جب کہ وہ بہت کم سن تھا۔ جب قوم نے علوئے مرتبہ کی طرف اپنے ہاتھ دراز کئے تو اس نے بھی اپنے ہاتھ دراز کر دیئے۔ پس وہ اس عزت کو پہنچ گیا جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے بھی اوپری تھی۔ اور اسی سعادت مندی کی حالت میں وہ گزر گیا، بزرگی اس کے گھر کا راستہ بتلاتی ہے، اپنے تعریف کئے جانے کو سب شرافتوں سے افضل سمجھتا ہے اگر شرافت و عزت کا ذکر کیا جائے تو اس کو پائے گا کہ اس نے عزت کی چادر اوڑھ لی ہے، زنانِ عرب کی عادت کے موافق حضرت خسرو رضی اللہ عنہ اپنے مقتول بھائی کی قبر پر صبح و شام جا کر پیٹھتیں اور اس کو یاد کر کے روتیں اور یہ مرثیہ پڑھا کرتیں۔ (در منثور)

يَذْكُرُنَى طَلْوَعَ الشَّمْسِ صَخْرًا      وَلَوْلَا كُشْرَةُ الْبَاكِينِ حَوْلَى  
وَذَكْرَهُ لِكُلِّ غَرْبِ شَمْسٍ      عَلَى مَوْتَاهِمِ لِقْتَلَتْ فَسَى  
ترجمہ: طلوع شمس مجھ کو صخر کی یاد دلاتا ہے اور میں ہر روز غروب آفتاب کے وقت صخر کو یاد کرتی ہوں۔ اگر رونے والوں کی کثرت اپنے مردوں پر میرے ارادہ گردناہ ہوتی تو میں اپنی جان کو ہلاک کر دیتی۔

الْيَا صَخْرَانَ ابْكَيْتَ عَيْنِي      فَقَدْ اضْحَى حَكْنَى زَمْنَاطْوِيلَا  
وَكَنْتَ احْقَنَ مِنْ ابْدِي الْعَوِيلَا      بِكَيْتَكَ فِي نَسَاءِ مَعْوِلَاتٍ  
فَمَنْ ذَا يَلْفِعُ الْخَطْبَ الْجَلِيلَا      دَفَعْتُ بِكَ الْخَطْبَ وَاتَّحْنَى  
إِذَا قَبَحَ الْبَكَاءُ عَلَى قَبِيلٍ      رَأَيْتُ بُكَاءَ كَالْحَسْنِ الْجَمِيلَا  
ترجمہ: اے صخر! اگر تو نے میرے آنکھوں کو زلا�ا تو کیا ہوا اس لئے کہ تو نے ایک مدت دراز تک ہنسایا بھی ہے۔ میں روتی ہوں تجھ پر ان عورتوں کے زمرہ میں جو چیخ پکار کر رونے والی

ہیں اور میں زیادہ مستحق ہوں ان سے جو حجج و پکار کو ظاہر کر رہی ہیں۔ میں نے تیرے سبب سے بہت سے حوادث کو دفع کیا اس وقت جب کتو زندہ تھا، پس اب کون دفع کرے گا اس بڑے حادثہ کو جب کہ کسی مقتول پر روما برا معلوم ہوتا ہے تو میں تجھ پر رونے کو نہایت اچھا سمجھتی ہوں۔

صخر کی عزت و احترام کا حال بیان کرتی ہیں کہ

وَإِنْ صَخْرًا لَّاتَّمُ الْهَدَاةَ بِهِ

کائِنَةُ عِلْمٍ فِي رَاسِهِ نَارٌ

صخر کا بڑے بڑے لوگ افتخار کرتے ہیں کویا کہ وہ ایک پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر آگ روشن ہے۔

ان ہی مرشیوں کی پدولت وہ تمام عرب میں مشہور ہو گئیں۔

شاعرانہ فضیلت

تمام اقسام شعر اور خصوصیت کے ساتھ مرشیہ کوئی میں حضرت خسانہ اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

صاحب اسد الغاب لکھتے ہیں:

اجمع اهل العلم بالشعرانہ لم تكن امرأة قبلها ولا بعدها اشعر منها۔ (اسد الغاب)

یعنی خسانہ کو جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ تمام علمائے عرب کا اتفاق ہے کہ عرب کی عورتوں میں خسانہ کے بعد شاعرہ کوئی عورت نہیں ہوئی، نہ ان سے پہلے نہ بعد، اور درمنشور میں لکھا ہے۔

وقيل لجرير من اشعر الناس قال اتالولا الخنساء

یعنی جریر شاعر متوفی ۷۰۰ھ (جو عبد بن امیہ کا مشہور شاعر تھا) سے لوگوں نے پوچھا

سب سے بڑا شاعر کون ہے۔ عجیر نے کہا اگر خسائے کے اشعار نہ ہوتے تو میں دعویٰ کرنا کہ عرب کا بہترین شاعر میں ہوں۔ (در منثور)

بشار شاعر (بہت بڑا شاعر تھا) نے کہا کہ میں عورتوں کے اشعار غور سے دیکھتا ہوں تو ان میں ایک نایک نفس یا کمزوری ضرور پاتا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کیا خسائے کے اشعار کا بھی یہی حال ہے، اس نے کہا وہ تو مردوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ (طبقات اشراء)  
تمام شعراء عرب نے شاعر عورتوں کا سر تاج لیلے اخیلیہ کو تسلیم کیا تھا۔ لیکن خسائے مستثنی رکھی گئی تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں عام و سنتور تھا کہ تمام اہل عرب مختلف مقامات پر مجلسیں منعقد کیا کرتے تھے جن سے ان لوگوں کا مقصد تبادلہ خیالات ہوتا تھا یا شعر کوئی کا مقابلہ ان میں مرد عورت سب یکساں حصہ لیتے تھے۔ اس کی ابتداء ریچ الاول یعنی ابتدائے موسم بہار سے ہوا کرتی تھی، تمام اہل عرب دور دوسرے اپنے کار و بار کو ترک کر کے ان میلیوں میں شریک ہونے آتے تھے۔ غرہ ریچ الاول میں پہلا میلہ دومنہ الجندل میں منعقد ہوتا تھا اس کے بعد وہاں سے بھر کے بازار میں آتے تھے، اور پھر عمان میں، اس کے بعد حضرموت کو روانہ ہوتے تھے، اور پھر صنعت، یعنی کی طرف کسی مقام میں وہ روز، کہیں بیس روز قیام رہتا تھا۔ اسی طرح تمام ملک میں گشت لگانے کے بعد فیقعد کے مہینہ میں حج کے قریب آخری میلہ بازار عکاظ میں لگتا تھا (جو کہ سے چند میل کے فاصلہ پر تھا) عرب کے تمام قبائل اور بالخصوص سرداران قبائل لازمی طور سے شریک ہوتے تھے اور کوئی سردار کسی خاص وجہ سے شریک نہ ہو سکتا تھا تو اپنا قائم مقام ضرور بھیجا تھا اسی مقام پر اہل عرب کے تمام معاملات طے ہوتے تھے، یعنی قبائل کے سردار مقرر کئے جاتے تھے، مخالفت کا انسداد ہوتا تھا باہمی خون ریزی اور لڑائیوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا اس بازار میں اہل قریش کا وقار و احترام زیادہ تھا

جب تمام معاملات کا تصفیہ ہو جاتا تو ہر قبیلہ کے شعراء اپنا کلام سناتے جن میں اپنی بہادری، فیاضی، مہمان نوازی، آبا و اجداد کے کارنامے، صید و شکار اور خوب ریزی کا بیان ہوتا یہاں ہر شاعر اور مقرر کا درجہ و مرتبہ تحسین کیا جاتا۔

خسائے بھی مجالس میں شریک ہوتی تھیں ان کے مرثیے یہاں لاجواب تسلیم کرنے لگئے، جب اونٹ پر سوار ہو کر آتیں تو تمام شعراء ان کے گرد حلقہ باندھ لیتے اور منتظر رہتے کہ ان کے اشعار سنیں اور پھر وہ اپنے مرثیے سناتیں۔

خسائے کو اس مجلس میں یہ فخر و اعیاز حاصل تھا کہ ان کے خیمه کے دروازے پر ایک علم نصب تھا جس پر لکھا ہوا تھا، ”ارثی العرب“، یعنی عرب میں سب سے بڑھ کر مرثیہ کو، زمانہ جاہلیت میں اچھے اچھے شعراء گزرے ہیں لیکن نابغہ فیاضی جو عرب کا مشہور و ممتاز شاعر تھا جس نے ۲۷ء میں انتقال کیا وہ اپنی سخنوری کے سبب سے شہرائے آفاق ہے۔ اس کا نام زیاد بن معاویہ ہے اور کنیت ابو امامہ، ابو عبیدہ اس کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

### هو من الطبقه الا ولی المقدمين على مائر الشعرا

کثرت شعر کوئی کی وجہ سے اس کا القب نابغہ پڑ گیا، سوق عکاظ میں اس کے واسطے سرخ خیمه نصب کیا جاتا تھا و سر اٹھنے سرخ خیمه نہیں لگا سکتا تھا کیونکہ یہ وہ عزت تھی جو صرف اس کا حق ہوتا تھا جو شاعری میں مسلم الثبوت استاد مان لیا جائے اس کے شاعر نہایت دقيق ہیں اور عجیب طرح کی سنجیدگی ان میں پائی جاتی ہے۔ اخلاق کی اصلاح و درستی کو یہ لازم جانتا اور خوف خدا میں زندگی پر کرنے کا افضل سمجھتا تھا۔ یہڑا افیاض اور صادق القول تھا۔ اس کے قصائد مدد حیہ میں چستی، خوش طبعی، رنگینی، ہمدرافت، فصاحت و بلاغت کے نمونے کثرت سے پائے جاتے ہیں اسی بازار عکاظ میں نابغہ کے سامنے تمام شعراء اپنے اپنے اشعار سن کر خراج تحسین حاصل کیا کرتے تھے، جب خسائے شریک مجلس ہوئیں اور اپنے

اشعار سنائے تو نا باغہ نے بہت تعریف کی اور خصاء کو بہترین شاعرہ تسلیم کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے:

فانت الشعرا من کانت ذات ذات ثدین ولو لا هذا لاعمى انشدنى قبلک  
لیعنی الاعشی لفضلک علی شعرا هذا الموسیم فانک اشعر الانس والجن  
(حقیقتاً تو عورتوں میں بڑی شاعرہ ہے اگر میں اس سے قبل اعشی کے اشعار نہ سن لیتا تو مجھکو  
اس زمانہ کے شعرا پر البتہ فضیلت دیتا اور کہہ دیتا کہ تو متمن وغیر متمن لوگوں میں سب  
سے بڑی شاعرہ ہے) (در منثور)

### شعر پر ادبی تنقید

دنیا میں بہت سے شاعر گزرے اور ان لوگوں نے نمودہ شہرت بھی حاصل کی مگر شعرا  
میں جو فضیلت و عظمت جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵ھ) کو ملی اور کسی کو  
نصیب نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے ان کا شمار صحابہ اور ان شعرا عرب میں ہے جو صحبت رسالت  
آب سے شرف یا ب ہوئے مگر وہ رتبہ جناب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مبدأ فیاض سے  
عطایا ہوا تھی پختہ ہو گیا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ دام رحول و جہاں اور دربار نبوت کے شاعر  
تھے آپ کی عمر کے ۹۵ سال ضلالت و تاریکی کفر میں گزرے لیکن ساخن سال کی عمر میں  
شرف پر اسلام ہوئے اور اسلام لانے کے بعد اپنی قوتِ شعر کوئی کو اسلام اور مسلمانوں کی  
خدمت میں صرف کرتے رہے۔ آپ کے قصارک میں اکثر حضرت محمد ﷺ کی مدح اور اسلام کی  
تعریف، کفار کی بجو، اور غزویات نبوی کا بیان ہے، آپ کا کلام سادہ۔ سطح اور صاف ہوتا تھا۔

نا باغہ نے خصاء کے بارے میں جو فیصلہ کیا اس سے آپ بہت ناراض ہوئے اور  
نا باغہ سے کہا تم نے بڑا اغلط فیصلہ کیا، خصاء سے بہتر میرے شعر ہیں، نا باغہ نے خصاء کی طرف  
اشارة کیا انہوں نے دریافت کیا کہ آپ کا جو بہترین شعر ہو وہ سنائیے میں پھر اس کی تنقید

کروں گی۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ شعر سنایا۔ (درمنشور)

لنا الجفناط الْغَرِيلْمَعْنَفِ الْضَّحْرِ

وَاسِيافَا يَقْطُرُنَ مِنْ نَحْدَةٍ وَ مَا

ترجمہ: ہمارے پاس بڑے بڑے صاف شفاف برتن ہیں جو چاشت کے وقت چمکتے ہیں ہماری تلواریں بلندی سے خون پیکاتی ہیں (اس میں جناب حسان رضی اللہ عنہ نے سخاوت اور رشیقت کا حال قلم بند کیا ہے)

حضرت خسائے نے یہ شعر سن کر کہا کہ

۱) جفناط: جمع قلت ہے جائے اس کے جفان کہا جاتا تو مفہوم میں زیادہ وسعت پیدا ہو جاتی۔

۲) غر: پیشائی کی صبحت کو کہتے ہیں اس کے مقابلے میں بیض، زیادہ وسیع المعنی ہے۔

۳) یلمعن: ایک عارضی چمک ہے جائے اس کے یشرق ن کہا جاتا تو بہتر تھا کیونکہ اشراق، لمعان سے زیادہ پامدار ہے۔

۴) ضحی: کے بجائے دجی کہا جاتا تو زیادہ مناسب تھا کیونکہ روشنی سیاہی میں زیادہ قابل وقوع ہوتی ہے۔

۵) اسیاف: جمع قلت ہے سیوف کا استعمال انسب تھا۔

۶) یقطرن کے بجائے یسلن سے معنی زیادہ وسیع ہو جاتے ہیں، کیونکہ خون کا سیلان قطرہ قطرہ ہو کر ٹکنے سے زیادہ موثر ہے۔

۷) دم کے مقابلے دماء بہتر تھا کہ یہ جمع ہے اور وہ واحد۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ یہ سن کر خاموش رہے اور ان کو ان اعترافوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ (درمنشور)

الغرض شاعری کے لحاظ سے حضرت خسائے رضی اللہ عنہ کا مرتبہ طبقہ دوم کے شعراء عرب میں سب سے زیادہ بلند ہے، ان کا ایک مختصر دیوان ۸۸۸ء میں بیروت کے کسی مطبع

نے شائع کیا تھا جس میں خسائص کے ساتھ سانحہ عورتوں کے اور بھی مریثے شامل ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔

بیٹوں کو جہاد کی تربیت ۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت (۶۱ھ) میں جب قادیہ کی لڑائی ہوئی (جس میں اپنے اپنے بیٹوں نے بڑی طاقت سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا تھا) تو اس میں خسائص معاہد اپنے چاروں بیٹوں کے جنگ میں موجود تھیں۔ رات کو بیٹوں کو جنگ کے لئے جو موہر تقریر کی تھی وہ یہ ہے۔ (اسد الغافر)

میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے، اور اپنی رضامندی سے تم نے بھرت کی، تم ہے اس خدائے لا یارال کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبد نہیں ہے، جس طرح تم اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے اسی طرح تم اپنے باپ کے سچے فرزند ہو، نہ میں نے تمہارے باپ سے خیانت کی اور نہ تمہارے ماں کو رسواؤ ذیل کیا تھا۔ تمہارا نسب بے داع ہے اور تمہارے حسب میں بھی کوئی نقش نہیں ہے، تم جانتے ہو مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار سے جہاد کرنے میں ایک ثواب عظیم ہے، تم اس کو خوب جان لوا و غور سے سمجھ لو کہ عالمِ جاودا نی کے مقابلہ میں دنیا نے فائیء بیچ ہے، خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا صَبَرُوا وَرَابطُوا وَتَقَوَّا اللَّهُ لَعْلَكُمْ تَفْلِحُونَ ۝

مسلمانو! (آن تکلیفوں کو جو خدا کی راہ میں پیش آئیں) کرو داشت کرو اور ایک دوسرے کوہبر کی تعلیم دو اور آپس میں مل کر رہو، اللہ تعالیٰ سے ذرودتا کہ (آخر کار) تم (اپنی) مراوکہ پہنچو۔ (آل عمران)

جب تم دیکھو کہ لڑائی جوش پر آگئی ہے اُس کے شعلے بھڑکنے لگے اور اُس کے شرارے میدانِ جنگ میں منتشر ہونے لگے تو لڑائی میں گھس پڑو اور خوب بے دریغ تباخ زنی

سے کام لو اور خدا نے لمبیز میں سے نصرت و فتح کے امیدوار رہو۔ انشاء اللہ عالم آخرت کی بزرگی و فضیلت پر ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔ (اسد الغاہ)

جب صحیح ہوئی تو چاروں نوہا لانِ اسلام و فدائیانِ ملت اپنی ماں کی تصحیحت پر کاربند ہو کر رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ میں کو دپڑے اور اپنی دلیری و شجاعت کے نقوش صفحاتِ تاریخ پر ثبت کر گئے اور آخر کار شہید ہو گئے۔ (اسد الغاہ)

جب خمساء کو خبر ہوئی تو کہا خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کا مجھے شرف بخشنا۔ خدا کی ذات سے امید ہے کہ میں ان پچوں سے اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ملوں گی۔ (اسد الغاہ)

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قدر دانی ﴿﴾

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بیٹوں کو فی کس دو سو درہم سالانہ دیتے تھے وہ ان لوگوں کی شہادت کے بعد بھی حضرت خمساء کے نام برداری جاری رکھا۔

### ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری ﴿﴾

حضرت خمساء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتی تھیں، ان کے سر پر بالوں کا ایک سر بنڈ بندھا ہوتا تھا، جو عرب میں شدتِ غم و الم کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا سر بنڈ کو جو میں استعمال کرتی ہوں اُس کا کہیا تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ منع ہے یا نہیں لیکن اس سر بنڈ کو جو میں استعمال کرتی ہوں اُس کا ایک خاص سبب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ کیا ہے، کہا میرے باپ نے جس شخص کے ساتھ میری شادی کی تھی وہ بہت مُسرف تھا اُس نے میرا اور اپنا تمام مال قمار بازی میں صرف کرڈا، جب محتاج و مدار ہو گئی تو میرے بھائی صحنے اپنے مال کے دو حصے

کئے ان میں سے جو اچھا تھا وہ مجھے دیا میرے شوہر نے پھر تھوڑے عرصہ میں اس کو تلف کر دالا، میرے بھائی صحر نے میری ناداری و تنگ دتی دیکھ کر افسوس کیا اور اس نے پھر اپنے ماں کے دو حصے کے جو عمده حصہ تھا وہ منتخب کر کے مجھے دیا۔ اس کی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم اول خسائے کو اپنا ماں دیتے ہو اور وہ بھی منتخب کر کے یہ آخر کب تک ایسا ہوتا رہے گا اور اس کے شوہر کا یہ حال ہے کہ وہہ اب تمام ماں قمار بازی میں صرف کرتا جاتا ہے۔

صحر نے اس کے جواب میں اپنی بیوی کو یہ شعر پڑھ کر سنائے:

والله لا منهما شرارها وهي حصان قد كفني عارها  
ولو هلكت مزقت خمارها واتخذت من شعر صدارها  
خدا كي قسم میں اس کو ماں کا بدترین حصہ نہیں دوں گا اور وہ عفیف ہے میرے لئے اس کا  
عار و تنگ کافی ہے (یعنی میں اس کے عار و تنگ کا لاحاظہ رکھوں یہ میرے لئے کافی ہے) اگر میں  
مرجاوں گا تو وہ اپنی اوڑھنی کو (میرے غم میں) پھاڑے گی اور وہ (میرے سوگ میں) اپنے  
بالوں کا صدار بنائے گی چنانچہ میں نے اس کی یادگار میں یہ سربند باندھا ہے۔

وقات )

حضرت خسائے نے جگ قادیہ کے کم و پیش سات سال بعد ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ معاویہ بن سفیان کے زمانہ خلافت میں کسی بیان کے اندر انہوں نے انتقال کیا۔ (درمنثور)

(حضرت انس (صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں))

اگرچہ حضور سرور عالم (علیہ السلام) کا ہر صحابی جوہر آبدار تھا لیکن بعض ان میں کسی خصوصی وجہ سے ممتاز اور اعلیٰ شان کے مالک ہوئے ان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی

ہیں جنہیں ماں کی تربیت نے اتنا اوپر مقام بخشا جو اہل علم سے مخفی نہیں۔  
حضرت انس ﷺ کی ماں کا تعارف ﴿

آپ کا نام رمیلہ یا سهلہ اور بعض کے نزدیک رمیشہ ہے، ام سلیم اور ام انس، کنیت ام سلیم زیادہ معروف ہے، غمیصاء، رمیصا القب ہے، ان کے باپ ملکان بن خالد بن زید بن حرام بن چندب تھے، جمدمیہ کے باشندے اور انصار کے قبیلہ نجاشی متعلق تھے، ماں کا نام ملیکہ تھا جو مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجاشی تھیں۔  
آپ سلسلہ سے آپ سلمی بنت زینیڈ کی پوتی تھیں، سلمی عبدالمطلب کی والدہ تھیں، اسی وجہ سے ام سلیم ۲حضرت ﷺ کی خالہ مشہور ہیں۔ پہلے ان کا نکاح مالک بن نظر سے ہوا جوان کے ہم قبیلہ تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ انجیں سے پیدا ہوئے۔  
اسلام ﴿

اوائل اسلام میں مسلمان ہوئیں، اسی بنا پر حافظا بن حجر نے اصحابہ میں لکھا ہے:

”اسلمت مع السابقين الى الاسلام من الاتصار.“

حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت بچہ تھے، حضرت ام سلیم ان کو کلہ پڑھاتی تھیں تو مالک بن نظر جو اپنے نندہ بپر قائم تھا اور مشرک تھا، بہت خفا ہوتا تھا کہ تم میرے بچے کو بھی بے دین کئے دیتی ہو۔ غرض وہ مسلمان نہ ہونا تھا نہ ہوا اور اسی حالت میں ناراض ہو کر شام چلا گیا۔

یہاں ان کا کوئی دشمن پہلے سے منتظر تھا اس نے موقع پا کر قتل کر دیا، اب ام سلیم یہو تھیں اور انس کے بھپن سے بہت پریشان، اگر ایسے وقت میں نکاح کر لیتیں تو قابل ازام نہ تھیں مگر انہوں نے بڑے استقلال سے کام لیا اور رب کے پیغام یہ کہہ کر رد کر دیئے کہ جب تک میرا بیٹا مجلسوں میں اٹھنے بیٹھنے اور گفتگو کرنے کے قابل نہ ہو جائے نکاح نہ کروں

گی، پھر جب انس ہی میرے نکاح پر رضامند ہو گا تو کروں گی۔ ان کا یہ کہنا اس خیال سے تھا کہ سوتیلے باپ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہ ہو۔ (طبقات)

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ سن شعور کو پہنچ تو انہیں کے قبیلہ کے ایک شخص ابو عطیہ نے نکاح کا پیام دیا، مگر مالک کی طرح یہ بھی مشرک تھے اور یہاں بھی وہی امر حائل تھا جو پہلے مالک اور ان کے درمیان کشیدگی کا باعث ہوا، اس لئے انہوں نے غدر کیا اور کہا کہ میں تو محمد ﷺ پر ایمان لائی ہوں، اور کوہی دیتی ہوں کہ وہ خدا کے رسول ہیں تمہارے اوپر البتہ افسوس ہے کہ پھر کو پوچھتے ہو یا لکڑی کے بُت تم کو کچھ ففع نقصان پہنچا سکتے ہیں۔“ یہ تلقین کچھ ہایے حکیمانہ انداز میں کی گئی کہ اسلام کی صداقت، ابو عطیہ کے سمجھ میں آگئی اور چند دن کے غور کے بعد وہ ام سلیم کے پاس آ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ (طبقات)

ابو عطیہ بہت معمولی حیثیت کے آدمی تھے مگر چونکہ ام سلیم کے سمجھانے سے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ام سلیم کے دل میں ان کی حق پسندی کی وقعت بڑھ گئی اور انہوں نے قبول اسلام کے بعد ہی ابو عطیہ سے کہہ دیا کہ

”فَإِنِ اتَّزَوْجَكَ وَلَا اخْذَهُنَّكَ وَصَدَاقًا غَيْرَهُ۔“

میں بھی تم سے نکاح کرتی ہوں اور سوائے اسلام کے کوئی مہر نہیں لیتی۔ یعنی ان کا مہر ابو عطیہ کا اسلام قرار پایا۔ یہ نکاح حضرت انس رضی اللہ عنہ کے زیر اہتمام ہوا۔ (طبقات)

عام حالات

حضرت ام سلیم بھی بعض مسلمان شیر دل عورتوں کی طرح معركہ کی لڑائیوں میں مردوں کے دوش بدوش رہیں اور برادر کام کرتی رہیں۔ صحیح مسلم میں ہے:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزِي دِبَامَ سَلِيمَ وَنِسْوَةً مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ اذْأَغْزَا فِيسْقِينِ الْمَاءِ وَيَدَاوِينِ الْجَرْحِيِّ۔“

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) غزوت میں امِ سليم اور انصار کی چند عورتوں کے ساتھ رکھتے تھے، جب آپ جنگ میں مشغول ہوتے تو یہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ (مسلم)

جنگِ أحد میں امِ سليم معہ اپنے شوہر ابو طلحہ کے شریک تھیں ابو طلحہؑ انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت میں دشمنوں کے تیر اور نیزے گذر پر رکتے تھے اور امِ سليم بڑی مستعدی سے مجہدین کی خدمت میں مصروف تھیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عائشہ اور امِ سليم کو پانچ چڑھائے مشک بھر بھر کر لاتے اور زخمیوں کو پانی پلاتے دیکھا، جب مشک خالی ہو جاتی تو پھر بھر لاتی تھیں۔ (مسلم)

معرکہِ خیبر ۹۷ میں ہوا ساس میں بھی حضرت امِ سليمؓ انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھیں۔ فتح کے بعد جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں داخل ہونے لگیں تو آپ نے ان کو امِ سليم کے پر دیکھا کہ وہیں بنائیں۔ (مسلم)

جنگِ خیبر میں حضرت امِ سليم شریک تھیں اور باوجود دیکھ عبد اللہ بن ابی طلحہ پیٹ میں تھے، آپ ہاتھ میں تخبر لئے ہوئے تھیں۔ ابو طلحہؓ انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا کہ امِ سليم ہاتھ میں تخبر لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا کرو گی بولیں۔

”ان دنامنی احمد من العشر کین بفرت به بطنہ“

”کوئی مشرک قریب آئے گا تو اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔“ آپ نے تمسم فرمایا پھر بولیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کبھی کے لوگ بھاگ گئے ہیں ان کے قتل کا ایسا فرمائیے ارشاد ہوا:

”ان الله قد كفري واحسن۔“

اللہ نے خود ان کا بہتر انظام کر دیا ہے۔ (طبقات)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تربیت کا انتخاب

ابو طلحہ سے نکاح ہو جانے کے بعد جب انحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ تشریف لائے تو ام

سلیم حضرت انس کو آپ کی خدمت میں دے چکی تھیں حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدام خاص سے تھے اور بہت محبوب تھے۔ ایک بار آپ ام سلیم کے گھر آئے تو ام سلیم نے مکھن اور کھجوریں پیش کیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عذر فرمایا کہ میں روزے سے ہوں تھوڑی دیر قیام فرمانے کے بعد نفل نماز پڑھی اور ام سلیم اور ان کے خاندان کے لئے دعائیں گی۔ ام سلیم نے دیکھا کہ اس وقت محبتِ نبوی جوش پر ہے تو کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سب سے زیادہ انس کو چاہتی ہوں، جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدمت گار ہے اس کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیے، یہ ایسی مبارک استدعا تھی کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دین و دنیا کی کوئی خوبی نہ چھوڑی جس کی انس رضی اللہ عنہ کیلئے دعائے کی ہو، اور فرمایا:

”اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا وَبَارِكْ لَهُ۔“

اے اللہ اس کو مال دے، اولاد دے اور اس کی عمر میں برکت عطا فرماء، اسی دعا کا اثر تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصار سے زیادہ متمول اور تمثیر ہوئے۔ کثرت سے اولاد ہوئی اور سو سال سے زیادہ عمر پاتی۔ خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ.....

”فَإِنِّي لَمَنِ اكْثَرَ الْأَنْصَارَ مَالًا۔“

میں اکثر انصار سے دولت مند ہوں، اور میرے ہی صلب سے جانج کے بصرہ آنے تک ایک سو سنتیں بیٹھے دفن ہو گئے۔ (طبقات)

ابو عمیر سے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مزار

حضرت ابو طلحہ کے صلب سے ان کا ایک بیٹا ابو عمیر بھی تھا، ابو عمیر چھوٹا تھا اور کم سنی ہی میں انتقال کر گیا، ایک بار آپ ابو طلحہ کے گھر تشریف لائے اور ابو عمیر کو رنجیدہ دیکھ کر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ام سلیم سے دریافت فرمایا کیا بات ہے آج میں ابو عمیر کو سوت دیکھتا ہوں، ام سلیم نے کہا ان کی ایک چیزیا (عمر) مرگی وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے،

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بلا کر ابو عمیر کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا:  
”یا ابو عمیر مافعل النغير۔“

اسے ابو عمیر! تیری نیخیر کیا ہوئی، وہ نہس دیا اور اس وقت سے یہ جملہ بطور تبرکاتِ نبوی ضربِ امثل ہو گیا۔ (طبقات)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو ام سليم نے ایک لگن میں ملیدہ بنایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا اور کہا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کرنا کہ یہ حقیر ہدیہ قبول فرمائیں۔ (مسلم)

### اخلاق و عادات ﴿﴾

آپ نہایت پاکیزہ اخلاق کی بیوی تھیں ہبہ واستقلال تو ان کا امتیازی و صفت تھا یہی ابو عمیر جن کا اور ذکر ہو اجب انتقال کر گیا تو ام سليم نے بڑے اطمینان سے میت کو نہلا�ا اور کفنا کر ایک طرف رکھ دیا لوگوں کو مشع کر دیا کہ ابو طلحہ کو خبر نہ کریں، ابو طلحہ اس وقت موجود نہ تھے، کہیں گئے ہوئے تھے، جب رات کو آئے تو بڑے کا حال پوچھا، بولیں جس حال میں تم نے دیکھا تھا اس سے بہتر ہے۔ اس کے بعد ام سليم نے کھانا کھلایا اطمینان سے بٹھایا اور جب ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ رات گذری تو نہایت ممتازت سے بولیں ”ابو طلحہ! کسی کو اگر کوئی چیز مستعار وی جائے اور وہ اُس سے فائدہ بھی اٹھائے۔۔۔ مگر جب وہ شے مستعار و اپس لے لی جائے تو کیا اس شخص کو ناکوار ہونا چاہئے۔۔۔“ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ بات تو قرآن انصاف نہیں ہے، بولیں تو تمہارا لڑکا بھی اللہ کی امانت تھا جو وہ اپس لے لیا گیا، یہ سن کر ابو طلحہ نے اَنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔۔۔ حادثہ رخدہ کا شکر ادا کیا صبح ہوئی تو اس واقعہ کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خبر کی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اظہارِ مسرت فرمایا اور دعا دی کہ اللہ عز وجل ابو عمیر کا فم البدل عطا فرمائے چنانچہ ابو عمیر کے بعد عبد اللہ کی

ولادت ہوئی جن کی تربیت خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمائی اسی کی برکت تھی کہ عبد اللہ بڑے صاحب کمال ہوئے اور ان کی اولاد میں دس قاری ماہر فتن پیدا ہوئے۔ (اصاب)

### ام سلیم کے عقائد کے نمونے ۱۷

حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کا اعتقاد بہت بڑا ہوا تھا، اور آپ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ ایک بار ابو طلحہ گئے اور کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھوکے ہیں، کچھ کھانا بھیج دو، حضرت ام سلیم نے چند روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیں کہ بارگاونوٹ میں پیش کریں۔ آپ مسجد میں معہ چند صحابہ کے تشریف رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا، تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے، کہا جی ہاں فرمایا کھانے کے لئے بولے ہاں۔ آپ معد تمام حاضر وقت صحابہ کے گھر تشریف لائے وہ گھبرائے اور ام سلیم نے اس وقت بھی نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں سے خدا جل جلالہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ واقف ہیں، آپ اندر آئے تو انہوں نے روٹیاں اور سالن سامنے رکھ دیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمام اصحاب کے ساتھ تناؤ فرمایا۔

### موئے مبارک بطور تبرک محفوظ ۱۸

فراغت حج کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مقام منی میں موئے مبارک ترشاوے ام سلیم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جام سے ان بالوں کو مانگ لو اور برکت کی غرض سے ان کو ایک شیشی میں بند کر کے رکھ لیا۔ (طبقات)  
پسینہ مبارک تبرک ۱۹

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اکثر ان کے گھر آرام فرماتے تھے ایک مرتبہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ام سلیم جیسی مبارک سے پسینہ پونچھ رہی ہیں۔ فرمایا ام سلیم! یہ کیا کر رہی

ہو۔ بولیں، برکت حاصل کر رہی ہوں۔ (طبقات)

ایضاً

مسند احمد میں یہ روایت تھوڑے اختلاف کے ساتھ آئی ہے، لکھا ہے جب آپ دو پھر کو آرام فرمائے تو وہ آپ کے پیسے اور ٹوٹے ہوئے بالوں کو ایک شیشی میں جمع کرتی تھیں۔

ایک اور ترک محفوظ

ایک بار رَحْمَنَ خَلِيلُهُ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی مشکل سے منہ لگا کر پانی پیا تو ام سلیم نے مشکل زہ کا دہانکاٹ کر رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دہن مبارک مس ہوا ہے۔ (طبقات)

حَتَّىٰ رَسُولُ (صلی اللہ علیہ وسلم) كَنْمَوْنَهُ

یہی حال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا تھا ام سلیم کے ساتھ۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے ساتھ خصوصیت کا برداشت کرتے تھے اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے۔

مردی ہے کہ:

۱) كَانَ النَّبِيُّ لَا يَدْخُلُ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا عَلَىٰ ازْوَاجِهِ إِلَّا أُمِّ سَلَيْمَ فَإِنْهُ يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَنِي أَرْحَمُهَا قَتْلُ أَخْوَهَا مَعِي۔ (رواہ مسلم)

یعنی آپ ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت کے ہاں نہیں جاتے تھے، البتہ ام سلیم متنی تھیں۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے ان پر رحم آتا ہے کیونکہ ان کے بھائی نے میری اعزانت میں شہادت پائی ہے۔ (طبقات)

۲) بعض اوقات آپ ام سلیم کے ہاں ہوتے اور نماز کا وقت آ جاتا تو وہ ہیں چٹائی پر نماز پڑھ لیتے۔ (طبقات)

۳) یک مرتبہ اخضرت ﷺ حج کے لئے مکہ چلے تو ام سليم سے فرمایا: "تم اس سال ہمارے سال حج نہیں کرتیں۔" جواب دیا یا نبی اللہ ﷺ میرے شوہر کے پاس دوسواریاں ہیں اور ان دونوں پر وہ معاپنے میثے کے حج کو چلے گئے، مجھے چھوڑ دیا، آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہیں کے ساتھ سوار کر دیا، راستہ میں عورتوں کے اوٹ پیچھے رہ گئے، ہاتھے والے آپ ﷺ کے غلام انجشہ تھے انہوں نے حدی خوانی شروع کر دی جس سے اوٹ دوڑنے لگے یہ دیکھ کر آپ ﷺ قریب آئے اور فرمایا انجشہ آہستہ آہستہ! ایشیتے ہیں شیشے۔ (طبقات)

ترہیت کا سلیقہ ﴿﴾

حضرت ام سليم کو تربیت اولاد کا جو سلیقہ تھا اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس فقرے سے ہو سکتا ہے کہ

جزء اللہ امی عنی خیر القدر احسنت ولا یتی۔

اللہ میری والدہ کو جزاۓ خیر دے انہوں نے میری بہت خوبی سے کفالت کی۔ (طبقات)

فضل و کمال ﴿﴾

حضرت ام سليم بڑی عقل و کمال والی خاتون تھیں اور آپ نے نہایت دقیقہ شناس اور کلکتارس و مانگ پایا تھا، انہیں اشیر نے ان کی نسبت لکھا ہے کہ.....

كانت من عقلاء النساء۔

آپ عنلنڈ عورتوں میں سے تھیں۔

حدیث کی عالمہ ﴿﴾

حدیث کا علم بھی اچھا تھا، لوگ ان سے مسائل دریافت کرتے تھے اور شکوہ رفع

کرتے تھے، ایک بار حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عباس میں ایک مسئلہ پر اختلاف ہوا تو دونوں نے انہیں کو حکم فرار دیا۔ (مندرجہ)

### مسائل پر عبور ﴿﴾

مسئل پوچھنے میں شرم نہیں کرتی تھیں، ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا حق بات سے نہیں شرماتا کیا عورت پر خواب میں غسل واجب ہے؟ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سن رہی تھیں، بے ساختہ نفس پر یہ اور کہنے لگیں کہ تم نے عورتوں کی بڑی توہین کی، کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں؟ ورنہ نیچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے۔ (بخاری)

### مبلغہ ام سلیم ﴿﴾

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے اسلام کا حال گزر چکا ہے جس شانشی سے انہوں نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت دی وہ ان کے فضائل و مکالاتِ عقلی کا زریں عنوان ہے، اصحاب میں ان کا اندرا زبانی یوں دکھلایا ہے:

قالَتْ بِاَبَا طَلْحَةَ اِلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الْهَكَ الَّذِي تَعْبُدُ بَنْتُ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ  
بَلَىٰ قَالَتْ اَفْلَاتِسْتَحِي تَعْبُدُ شَجَرَةً

بولیں ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) ! کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارا معبود زمین سے اگا ہے، کہاں ہاں۔ ام سلیم نے کہا تو پھر تم کو شرم نہیں آتی درخت کی پوجا کرتے ہو۔ (اصابہ)  
مناقب ام سلیم ﴿﴾

حضرت ام سلیم کے مناقب بہت ہیں اور اس کی تعداد اس حدیث سے ہو سکتی ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَسَمِعَتْ خَشْفَةَ فَقَلَتْ مَا هَذَا فَقَبِيلُ الرَّ

میصاء بنت ملھان۔ (طبقات مسلم)

امنحضرت (علیہ السلام) نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا تو مجھ کو کچھ آہست معلوم ہوئی، میں نے پوچھا کون ہے تو مجھے بتایا گیا رمیصاء بنت ملھان (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

نوٹ )

خواتین کو انکے حالات سے سبق لیما چاہے یہ بھی یاد رہے کہ امام سعیم کی عقیدت و محبت کے نمونے اہلسنت (بریلوی) میں پائے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا یہ جماعت صحابہ کرام کی حقیقی دارث ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کار سالہ (صحابہ کے دارث کون) امام ربیعہ کی ماں )

حضرت ربیعہ ایک بہت بڑے محدث اور عالم گزرے ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ بچپن کے زمانہ میں ان کے والد کسی سفر پر چلے گئے۔ چلتے وقت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے۔ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کے لیے نیک عالموں اور بڑے بڑے محدثوں اور ادبیوں کے پاس اسے بٹھایا اور بچے کی تعلیم و تربیت میں تیس ہزار اشرفیاں ختم کر دیں۔ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ربیعہ کے والد ایک عرصے کے بعد تشریف لائے تو بیوی سے دریافت کیا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا بہت حفاظت میں ہیں۔ پھر جب مسجد میں آئے تو اپنے بیٹے امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ورسی حدیث کی مندرجہ بیٹھے ہیں اور محدثین کو درس دے رہے ہیں اور لوگ ان کو اپنا امام اور پیشواؤ بنائے ہوئے ہیں تو مارے خوشی کے پھولے نہ سائے۔ جب گھر واپس آئے تو بیوی نے کہا کہ وہ تمام اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ ہو چکی ہیں آپ نے اب اپنے صاحبزادے کو

دیکھ لیا ہے۔ اب فرمائیے کہ آپ کی تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا یہ دولت جو صاحبزادے کو حاصل ہوتی ہے؟ تو فرمانے لگے، بخدا اس عزت کے مقابلے میں اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ تم نے اشرفیوں کو ضائع نہیں کیا۔

تبصرہ اولیٰ غفرلہ ﷺ

اُس دور کی یہ اشرفیاں آج کی دولت کے مقابلے میں کتنی خطریر قم ہے لیکن وہ ساری رقم کی ساری خاتون نے پچے کی اسلامی تعلیم پر خرچ کر دی تو وہ بچہ امام مالک جیسے بڑے امام فقہ و حدیث کے استاد بنئے۔ آج ہماری خواتین خرچ بھی نہ کریں کیونکہ دینی اسلامی مدارس عرب یہ اسلامیہ عام ہیں صرف ان کی تعلیمی نگرانی کریں تو پچے بہت بڑے علمائے دین و مفتیانِ دین میں بن سکتے ہیں۔

انتباہ ﷺ انتخاب مدرس کے لئے سنی علماء و سنی مدارس ہونے ضروری ہیں ورنہ بچہ، پچھی کسی بد مذاہب دیوبندی وہابی، مرزاوی شیعہ وغیرہ میں پھنسا تو وہ خود بھی تباہ ہو گا اور خاندان کو بھی لے ڈو بے گا۔

آج ہم بیشمار کنبے آنسو بھاتے افسوس کے ہاتھ ملتے دیکھ رہے ہیں کہ کل انہوں نے بچوں کو حافظہ عالم بنانے کی لائچ میں بدمذہ ہیوں (دیوبندیوں، وہابیوں) کے مدارس میں داخل کیا تھوڑے عرصہ بعد انہی بچوں نے اپنے باپ اور ماں اور کنبے کو شرک و بد بخشی کہہ کر ٹھکرایا ہم نے بہت سے بندگاں خدا کو بہت کچھ سمجھا لیا لیکن نہ مانے تو تھوڑے عرصہ بعد ان کو خون کے آنسو بھاتے دیکھا اللہ جل جلال عوام اہلسنت کو دولتِ شعور سے نوازے۔ (آئین)

﴿ اولیائے کاملین کی مائیں ﷺ

سابق اوراق میں چند نمونے صحابیات و تابعیات خواتین کے متعلق عرض کے ذیل میں چند نمونے اولیائے کاملین کی ماؤں کے متعلق عرض ہیں۔

ویسے تو الحمد للہ ہر ولی کامل کی ماں کے دو وہ کی برکت ہے کہ اس کے ہاں ایک ولی اللہ نے تربیت پائی لیکن بعض ان میں خصوصیت سے ماں کی تربیت کے مرہون کرم ہوتے ہیں مجملہ چند بزرگوں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

پیر ان پیر و شیخ سیدنا محبی الدین شیخ عبدال قادر جیلانی رضوی اللہ علیہ کے ماں اور باپ (ج) دریا نے دجلہ کے کنارے ابو صالح موسیٰ جنگی روزے کے حالت میں چلے جا رہے تھے۔ کھانا کھانے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔

کھانے کی کوئی ایسی اشیا ہو جو دنہ تھی کہ جس سے روزہ افطار کر کے بھوک کی شدت کو دور کیا جاسکے۔ میں افطار کے وقت ایک سبب پانی میں بہتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ آپ نے اس سبب کو ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا اور اس سے روزہ افطار کیا۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد اچانک خیال آیا کہ سبب مالک کی اجازت کے بغیر کھالی غصب ہو گیا۔

روز محشر اگر مالک نے سبب طلب کیا تو کہاں سے دوں گا۔ یہ سوچ کر بے قرار ہو گئے فوراً فیصلہ کیا کیوں نہ اس کے مالک کو تلاش کر کے معافی طلب کر لی جائے چنانچہ وہ دریا کی مخالف سمت میں چل دیئے اور کئی دنوں کی مسافت کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ چہاں دریا کی باغ میں سے گزر رہا تھا اور دریا کے کنارے سبب کے بڑے بڑے درخت لگے ہوئے تھے۔ جن پر بے شمار سبب لٹک رہے تھے۔ آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ سبب انہیں درختوں میں سے کسی ایک درخت سے دریا میں گرا ہے۔

لہذا آپ باغ کے مالک کے پاس معافی کی طلب کی غرض سے باغ میں داخل ہوئے۔ یہ باغ وقت کے ولی حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جو صاحب کرامت بزرگ تھے وہ نوجوان حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معافی مانگنے پہنچ گئے اور عرض کرنے لگے حضور میں نے آپ کے باغ کا سبب جو کہ دریا میں بہتا چلا جا رہا تھا۔

آپ کی اجازت کے بغیر کھالیا ہے۔ میں اپنی اس غلطی پر بہت شرمسار ہوں۔ برائے کرم میری اس غلطی کو معاف فرمادیں تاکہ ہر روز قیامت بارگاہ خداوندی میں موافق ہونے ہو۔

حضرت عبداللہ صومیؒ رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ نظر اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے۔ آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ نوجوان کوئی غیر معمولی ہستی کامال کے ہے۔ کیوں نہ اسے اپنے پاس رکھ کر قربِ الہی کی منازل طے کرائی جائیں اور انہیں کسی طرح نکلنے نہ دیا جائے۔ فرمایا اے نوجوان تو نے میری اجازت کے بغیر سب کھا کر یقیناً غلطی کی ہے۔ اگر تو معافی چاہتا ہے تو دوسال تک میرے باغ کی رکھواں کر پھر کہیں سوچوں گا کہ تیری اس غلطی کو معاف کیا جائے یا کہ نہیں۔ چنانچہ اس نوجوان نے یہ شرط منظور کر لی اور مسلسل دوسال تک خدمت میں گزار کر پھر حاضرِ خدمت ہوئے عرض کی جنور دوسال بیت چکے ہیں خدارا میری اس غلطی کو معاف فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ابھی دوسال اور اس باغ کو سیراب کرو۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ تمہاری غلطی معاف کی جائے یا کہ نہیں۔ وہ نوجوان کام میں مشغول ہو گیا۔

انہائی محنت اور دیانت داری سے باغ کو پانی دیا کرتے دن بھر روزہ رکھتے اور رات کا کشیر حصہ عبادت میں بسرا کرتے۔ روایت میں آتا ہے کہ محمد ابو صالح جنگی نے بارہ سال تک اس باغ کی رکھواں کی آخر کار حضرت عبداللہ صومیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری شرط یہ رکھی اے نوجوان بیشک تم آزمائش کی کسوٹی پر پورے اترے ہو مگر ابھی ایک خدمت اور باقی ہے وہ یہ ہے کہ میری بیٹی سے شادی کرنا ہو گی جو کہ بہت عیب دار ہے۔ آنکھوں سے اندر چھی ہے کافوں سے بہری ہے۔ پاؤں سے لنگڑی ہے۔ اور زبان سے کوئی ہے۔ کیا تمہیں میری یہ آخری شرط منظور ہے۔ نوجوان محمد ابو صالح عرض کرنے لگے جنور اگر آپ کی مرضی اسی میں ہتو بھلا میں کیا اعتراض کر سکتا ہوں مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ صومیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے کر دیا

- جب وہ نوجوان پہلی رات اپنی رفیقة حیات کے پاس گیا اور انہوں نے اپنی بیوی پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ کویا وہ کوئی پرستان کی پری ہے حسن و جمال کا ایسا پیکر ہے کہ جسے دیکھ کر جنت کی حوریں بھی فخر کریں۔ کویا چودھویں کا چمکتا ہوا ایک چاند ہے جس میں کسی قسم کا ظاہری عیب نہیں سا تھائی حسین آنکھیں، انتہائی لکش آواز۔ آپ فوراً حضرت صومیع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کرنے لگے حضور آپ نے تو فرمایا تھا کہ آپ کی بیٹی کافی عیب دار ہے۔ لیکن میں نے دیکھا وہ تو آنکھیں بھی رکھتی ہے۔ زبان سے بولتی بھی ہے۔ کانوں سے سنتی بھی ہے اور پاؤں سے چلتی بھی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟

### غوث اعظم ﷺ کی ماں کے اوصاف ﴿﴾

حضرت صومیع نے فرمایا ابو صالح میں نے اپنی بیٹی میں جو عیب بتائے تھے وہ بالکل درست ہیں۔ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی اس لئے ہے کہ آج تک اس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا، کانوں سے بہری اس لئے ہے کہ اس نے قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی دوسرا غیر ضروری جملہ نہیں سن۔ زبان سے کوئی اس لئے کہ آج تک آیات قرآنی یا حادیث نبوی کے علاوہ کوئی دوسری غیر شرعی بات نہیں کی اور پاؤں سے لنگڑی اس لئے ہے کہ آج تک اپنے باپ کی دلیل چھوڑ کر بہتر نہیں نکلی، یہی وجہ ہے کہ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی، پاؤں سے لنگڑی، زبان سے کوئی اور کانوں سے بہری ہے۔

اللہ اکبر! کیا شان تھی ہمارے اسلاف کی زہد تقویٰ پر ہیز گاری و عبادات میں، جہاں حضرت صالح موسیٰ جلتی دوست کیتائے زمانہ تھے۔ اسی طرح آپ کی رفیقة حیات حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ صومیع بھی علم و عمل، شرم و حیا کی پیکر تھیں۔

### دوار حاضرہ کی خاتون ﴿﴾

آج یہ باتیں مسلمان عورتوں میں کہاں؟ فیشن پرستی کی یلغار نے تو آج کی مسلمان

عورت کو بے پر دہ کر کے رکھ دیا۔ غیر مردوں سے میل جوں رکھنا کو یا عورتوں کا معمول بن گیا۔  
شرم و حیاء ادب و لحاظ آج ان میں ناپید ہوتا جا رہا ہے سانگریزوں اور یہود و ہندوکی اندھی  
تقلید نے مسلمان عورتوں کی آنکھوں کو خیرہ کر کے رکھ دیا۔

وہ معزز تھیں زمانے میں مسلمان ہو کر  
ہو گئیں خواراب ہارک قرآن ہو کر  
**ولادت غوث اعظم ﷺ**

محبہ کی بات ہے اسی نیک سیرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوا، اتفاق کی بات ہے کہ رمضان المبارک کامہینہ شروع ہو گیا مان نے محسوں کیا کہ ان کا بیٹا سحری کے بعد افطار تک دو دن ہیں پیتا۔ انہوں نے یہ بات اپنے شوہر کو بتا دی۔ شوہر سے دوسروں تک یہ بات پہنچ گئی۔ اور یہ بات پوری بستی میں مشہور ہو گئی کہ دن کو بچہ روزہ رکھتا ہے اس طرح لوگ اس بچے کی زیارت کرنے آئے گے۔

### شیر خوار بچہ روزہ دار ﷺ

۲۹ و میں رمضان کو لوگ عید کا چاند دیکھنے کے لئے بے چین تھے مگر سارے آسمان پر سیاہ باول چھائے ہوئے تھے انہیں یہ تشویش ہونے لگی کہ عید کا چاند ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ کیسے لگایا جائے۔ اسی فکر میں ہڑے ہڑے علماء کرام سر جوڑ کر بیٹھ گئے تاکہ اس مسئلہ کا کوئی حل نکل سکے۔ اچانک کسی نے پکار کر کہا اے لوگوں ہمارے لئے ایک ذریعہ موجود ہے جس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ عید کا چاند نظر آیا ہے یا نہیں۔ آپ لوگ ہرگز پریشان نہ ہوں۔ حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کون سا ذریعہ کیا اہم آلو فضا میں چاند دیکھا جاسکتا ہے؟ مشورہ دینے والے نے جواب دیا۔ آپ لوگ سحری کے وقت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست کے گھر تشریف لے جائیں اور ان سے یہ معلوم کریں کہ ان کا نومولود بچہ

دودھ پی رہا ہے یا نہیں اگر دودھ نہیں پی رہا ہے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ عید کا چاند نظر نہیں آیا اور نومولود بچہ روزے سے ہے لیکن اگر دودھ پی رہا ہے تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بچے کا روزہ نہیں ہے اور عید کا چاند نظر آگئیا ہے۔

بات لوگوں کی سمجھتی میں آگئی کہ یہ پیچیدہ مسئلہ اسی طرح حل ہو گا۔ انہوں نے جیسے تینیس کے رات گزاری اور سحری کے بعد نماز فجر کی ادا یا یگلی سے قبل ابو صالح کے گھر پہنچ گئے اور حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کا نومولود شیر خوار بچہ دودھ پی رہا ہے یا نہیں۔ ابو صالح نے اس کا سبب پوچھا تو لوگ بولے ابو صالح آپ کا بیٹا مادرزادی ہے اگر دودھ نہیں پی رہا ہو گا تو دودھ روزے سے ہے اور اگر پی رہا ہو گا تو آج ان کا روزہ نہیں لہذا آج عید ہو گی۔

ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ اندر گئے اور اپنی بیوی حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ بچہ دودھ نہیں پی رہا ہے۔ ابو صالح نے باہر آ کر اعلان کر دیا کہ نتیس کا چاند نہیں ہوا کیونکہ بچہ دودھ نہیں پی رہا ہے اسی وقت جیلان نامی قبے میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ صحیح عید نہیں ہے چنانچہ روزہ نہ توڑا جائے عید کل منائی جائے گی۔ اعلان سنتے ہی تمام اہل جیلان نے روزہ کی نیت کر لی۔

ابھی اس بچے نے ہوش بھی نہیں سنjalat تھا کہ اسے ایک صدمے سے دوچار ہونا پڑا اس بچے کے والد ماجد شیخ ابو صالح جنگی دوست اچانک اس عالم دنیا سے عالم جادو داں کی طرف روانہ ہو گئے۔ والد کے انتقال کے بعد اس بچے کی پرورش ان کے نانا عبداللہ صومیع اور والدہ حضرت فاطمہ نے کی۔

غوث اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بچپن

وہ بچہ جب چند برس کا ہوا تو ان کی والدہ نے ان کو مدرسہ میں دینی تعلیم کی غرض سے

داخل کر دیا مدرسہ میں داخل ہونے کے پہلے دن ہی جب مدرسہ میں پہنچا ایک غیبی آواز آئی لوگو! اللہ کے ولی کو جگہ دو۔ ایک مرتبہ جب وہ مدرسہ جا رہے تھے کہ انہوں نے اپنے ارد گرد چند نورانی پیکروں کو ساتھ چلتے دیکھا یہ سب کے سب خاموش تھے لیکن جیسے ہی وہ مدرسہ میں داخل ہوئے نورانی پیکروں کی زبانیں کھل گئیں اور جوش و خوش سے پکار پکار کر کہنے لگے اے لوگو! ہم تو اللہ کے دوست کو جگہ دو دوہا اسی طرح مسلسل مدرسے جاتے رہے۔

### علم کا مسافر ﴿﴾

جب کچھ بڑے ہوئے تو علم دین سیکھنے کا جذبہ پر داں چڑھتا گیا۔ ایک دن اپنی والدہ سے کہنے لگے امی جان طلب علم کا جذبہ مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں آپ سے جدا ہو جاؤں لہذا آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور بغداد جانے کی اجازت دیں۔ ماں نے حیرت سے پوچھا اے میرے بیٹے بغداد جا کر کیا کرو گے۔ جواب دیا وہاں علم دین حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو بھرا ہے وہ اپنے لاٹے لخت جگر کو ایک لمحے کے لئے اپنے سے جدا کرنے نہیں چاہتی تھیں۔ مگر اللہ جل مجدہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اس جدائی کو بدراشت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ کیونکہ اپنے شوہر حضرت محمد ابو صالح جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تمام تر دیکھ بھال اور پروردش کی ذمہ داری حضرت فاطمہ پر ہی عائد ہو گئی تھیں۔

### مال کی تربیت کا نمونہ ﴿﴾

آپ بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگیں اگر علم دین حاصل کرنے کا تجھے اتنا ہی شوق ہے تو میری طرف سے تجھے اجازت ہے اور میں تجھے اللہ جل مجدہ کی راہ میں وقف کرتی ہوں۔ بیٹا جہاں کہیں بھی رہو سچائی کا دامن تھامے رکھنا اور کبھی جھوٹ مت بولنا۔ بیٹا میں

تمہارے اس سفر سے خوش ہوں دل لگا کر علم دین حاصل کرنا بھر ماں نے چالیس دینا ر ایک گدڑی میں سی دیجئے۔ بیٹھے نے پوچھا ماں تم یہ دینا ر گدڑی میں کیوں سی رہی ہو؟ ماں نے جواب دیا بیٹھے راستہ بہت پُر خطر ہے جگہ جگہ صحرائی ڈاکو مسافروں کو لوٹنے رہتے ہیں۔ اس طرح تیرے یہ دینا ر تھنوظار ہیں گے۔ آخر وہ وقت بھی آگیا کہ اس نیک سعادت مند بیٹھے نے سامان سفر اٹھایا قافلہ بالکل تیار کھڑا تھا۔ ماں گم سم کھڑی اپنے شہزادے کو ٹکلی باندھے دیکھ رہی تھی۔ یہ ایک ایسا طویل سفر تھا جو ماں کو صدموں سے مدد حال کئے ہوئے تھا۔ ماں کا دل چور چور ہو رہا تھا مگر سب کچھ اللہ جل مجدہ کے لئے قربان کر دیا تھا۔

بیٹا ماں کی قدم بوسی کے لئے آخری بار قریب آتا ہے تاکہ ماں کی دعاوں کو اپنے سفر میں شامل کر لیا جائے۔ بیٹا ماں سے پوچھتا ہے ماں کوئی حکم کوئی نصیحت ہو تو فرمادیجئے تاکہ اس کی بجا آوری کر سکوں۔ ماں نے دل کی گہرائیوں سے اپنے بیٹھے کو سینے سے لگایا شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کانہ رکنے والا سلسہ شروع ہو گیا اور روتے روتے اپنے بیٹے کو آخری بار نصیحت کی اے میرے لال کسی حال میں بھی ہو راست کوئی کو مت چھوڑنا ہر حال میں سچائی کو اپنا۔ بیٹھے نے بھی اشکبار ہوتے ہوئے اپنی ماں سے یہ عہد کیا کہ ماں میں ہر حال میں سچائی کی راہ اختیار کروں گا۔ پھر بیٹھے نے باہر کا رخ کیا ماں اس کو دروازے تک چھوڑنے آئیں اور جاتے جاتے ماں کے منہ سے یہ الفاظ نکلے بیٹا میں تمہیں اللہ کیلئے خود سے جدا کرتی ہوں۔ اب قیامت ہی کے دن تم سے ملاقات ہوگی۔ بیٹھے نے آخری بار اپنی مقدس ماں کی زیارت کی آخر کار پھر قافلے کی جانب چل دیئے۔

ماں بیٹھے کی جدائی )

بیٹا ماں کی آنکھوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے او جعل ہو چکا تھا۔ قافلہ بغداد کی جانب

چل پڑا شمارہ سالہ یہ نو عمر نوجوان اپنی ماں کو روتا چھوڑ کر رہا تھا میں وقف ہونے کے لئے بغداد جا رہا تھا بغداد کا فاصلہ ان کے وطن سے چار سو میل سے بھی زیاد تھا۔ کوہستانی سلساؤں بیبانوں اور صحراؤں سے گزرتا ہوا یہ قافلہ ہمان سے نکل کر ترنگ کے سنسان صحرائی علاقے میں داخل ہو گیا اس علاقے میں ڈاکوؤں کا بڑا ازو ر تھا۔

### ڈاکوؤں کا حملہ

راستہ بچھڑا لو تو تھا۔ تاکہ اس مددی علاقے میں قافلے کی ست رفتاری ڈاکوؤں کو حملہ کرنے کا موقع فراہم کر دے۔ قافلے نے اس مددی علاقے میں قیام کا فیصلہ کیا کیونکہ آگے جانا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ یہ ایک مناسب جگہ تھی یہاں دور تک آنے جانے والوں پر نظر رکھی جاسکتی تھی۔ رات کا پچھلا پھر ہو چکا تھا۔ اچانک مسلح ڈاکوؤں نے شاہینوں کی طرح بچھٹ کر مسافروں پر حملہ کر دیا۔ شور و غل جیخ و پکار بھاگ دوز اور تھیاروں کی جھنا جھن سے پورا ماحول کو نج اٹھا۔

ڈاکو انتہائی چالاک اور تجربہ کار تھے۔ انہوں نے بڑی جلدی سے قافلے کو مغلوب کر لیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میدان لاہوں سے پٹ گیا اور ڈاکوؤں نے قافلے والوں کے مال و زر پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ نوجوان ایک طرف کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ایک ڈاکوان کے پاس آیا۔ لڑ کے تیرے پاس کیا مال ہے۔ اس نے اپنی ماں کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے سچ سچ بتا دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ جو میری ماں نے مجھے دیے تھے۔ ڈاکو زور زور سے قہقہہ لگانے لگا اور کہنے لگا بڑے دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو۔ ہم سے بھی مذاق کر رہے ہو۔ جاؤ مزے کرو، یہ کہہ کر ڈاکو چلا گیا اور اپنے دوسرا ڈاکو ساتھی کو واپسیا۔ دوسرا ڈاکو یہ سن کر بڑا تجھ کرنے لگا اور کہنے لگا مجھے بتا دو۔ لڑ کا کہاں ہے۔ پہلا ڈاکو بولا۔ آدمیرے ساتھ میں تمہیں اس سے ملتا ہوں۔ ڈاکو اپنے ساتھی کو اس نوجوان کے پاس

لاتا ہے ساتھی ڈاکوں کراس سے یہ کہتا ہے۔ اے بڑے کیا تیرے پاس چالیس دینا موجود ہیں۔ بڑے کے نے جواب دیا ہاں میری گذری میں سلے ہوئے ہیں۔ ڈاکو ساتھی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اتنی آسانی سے اپنی پوشیدہ رقم کی اطلاع کیسے دے سکتا ہے۔ وہ بولا یوں لگتا ہے کہ اس نوجوان کے خوف سے ہوش و حواس گم ہو گئے ہیں۔ حور نہ یہ بات ہرگز نہ کرتا۔

ڈاکونو جوان کو اپنے سردار کے پاس لے جاتے ہیں اور سردار سے جا کر کہتے ہیں سردار یہ ایک عجیب و غریب نوجوان ہے۔ آپ اس کی باتیں سنبھال گئے تو دنگ رہ جائیں گے۔ سردار نے پوچھا اనے نوجوان تمہارا نام کیا ہے۔ تو اس نے اپنا نام بتایا، تمہارے پاس رقم کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا چالیس دینا، سردار نے کہا وہ کہاں ہیں ساس نے جواب دیا میری گذری میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے ڈاکوؤں کو حکم دیا ذرا گذری پھاڑ کر دیکھو، ڈاکو نے گذری کو دیکھڑا لاؤ اور چالیس دینا سردار کے سامنے رکھ دیئے۔

ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجد ایکھ کر سکتے میں آ گئے۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا آپ نے ہم لوگوں کو بغیر تلاش کئے کیوں بتا دیا۔ فرمایا میں نے اپنی والدہ سے عہد کیا ہے جھوٹ نہ بولوں گا۔ اس یہ بات سن کر ڈاکو بے خود ہو گئے اور اس فرمانے کا کچھ ایسا اثر پڑا کہ سب مرغ بیکل کی طرح لوٹنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے ایک توجہ دیدی اور دعا فرمائی کہ یا اللہ ان سب کا گناہ معاف فرمائ کر تو بقبول کر لے۔ آواز آئی سب کو بخشندا اور مقبول کیا، جو سراٹھا یا سب کے سب ولی ہو گئے۔

**تبصرہ اولیٰ غفرلنہ:** پیارے اور ناز نمین اور یتیم بچے کو صرف علم کی خاطر دور دراز سفر کی اجازت دینا اور زادراہ نہ صرف ساتھ بھیجا بلکہ آپ کے لئے بخدا وجانے والوں کے ہاتھوں بھیجی رہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اگر چہ مادر زادوںی اللہ کیں لیکن بالآخر ماں کی تربیت کا بھی تو دھل ہے۔

آج ہماری خواتین اپنے بچوں کو اپنے شہر بلکہ محلہ تک اسلامی مدرسہ میں جانے کا اہتمام نہیں کرتیں۔ ہاں کالج کی تعلیم کے غلبہ نے ہمیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا دوسرے سابق ہیں اگر غوث اعظم رضی اللہ عنہ اتنا عظیم ولی اللہ بنے ہیں تو ماں کی تربیت کو بھی خل ہے اسکی ہوتی ہیں ”مچھی مائیں“۔

**شوٹ:** بطور تبرک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی چند کرامات آپ کے دو رانِ حمل اور بچپن کے دور کی ملاحظہ ہوں۔

### ﴿شہرِ جیلان﴾ (رضی اللہ عنہ کا بچپن)

شکم مادر میں

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ شکم مادر میں ذکر اللہ کرتے تھے۔

جب ان کی والدہ مکرمہ (رضی اللہ عنہا) کو پچھینک آتی اور وہ الحمد للہ پڑھتیں آپ ان کے جواب میں یہ تک اللہ کہتے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے ہونٹ ہلتے تھے اور کہہ رہے تھے ”اللہ اللہ“ اسی لئے آپ کا تاریخی نام عاشق ہے۔ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو گھر روش ہو گیا۔

ابتدائی تعلیم

جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ پانچ سال کے ہوئے تو آپ کے والدگرامی نے آپ کو استاذ گرامی کے پاس پڑھانے کے لئے بٹھایا تو استاذ صاحب نے کہا مجھے پڑھو بسم اللہ۔ آپ نے بسم اللہ کے بعد پورے اٹھا رہ پارے پڑھ کر سنادیئے اور فرمایا کہ میری والدہ یہاں تک پڑھا کر تھیں میں ان کے پیٹ میں سنایا تو یاد ہو گیا۔

اے نور دینہ مصطفیٰ بر تو شود جانم فدا

دارم تمنا ہر زمان مشتاق دیدار تو ام

تو دارم ہر بھراے با دشنا سور  
نامت کشم و روزبان دیدا رتو اُم

ترجمہ: اے مصطفیٰ ﷺ کے نورِ جسم آپ پر میری جان فدا ہر زمان میں آپ کے دیدار کا مشتاق ہوں۔ ہر بھر میر اور روزبان بھی ہے میری آخری تھنا تیری زیارت ہے اور بس۔

### سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ﷺ

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پانچ سال کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے انٹھ گیا، والدہ ماجدہ نے جواب پنے وقت کی ایک بڑی صالحہ اور باغدا خاتون تھیں۔ اس درستیم کی پروش اور دینی و اخلاقی تربیت کا مردانہ ہمت اور پورانہ شفقت کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب دستار بندی کا وقت آیا تو والدہ ماجدہ سے ۲ کر کہا کہ اسٹاونے دستار بندی کا حکم فرمایا ہے۔ میں دستار کہاں سے لاؤں، والدہ ماجدہ نے کہا بیٹا خاطر جمع رکھو میں اس کی تدبیر کروں گی۔ چنانچہ روئی خرید کر اس کو کتوایا اور بہت جلد عمائد تیار کر کے دیا۔ والدہ صاحبہ نے اس تقریب میں علماء وقت کی دعوت کی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ صاحبہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں۔ مجھے یہ سن کر بڑا ذوق آتا، ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا۔ چند دن متواتر اس سے روئی ملتی رہی، میں تھنگ آگیا اور اس آرزو میں رہا کہ والدہ صاحبہ کب یہ فرمائیں گی کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں آخر وہ غلہ ختم ہوا اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں۔ یہ سن کر ایسا ذوق اور سرور حاصل ہوا کہ زبان سے بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک روز خواجہ صاحب نے والدہ کی قدم بوسی کی اور نئے چاند کی مبارکباد معمول کے مطابق پیش کی۔ فرمایا کہ آئندہ مہینہ کے چاند کے موقع پر کس کی قدم بوسی کرو گے؟ میں سمجھ گیا کہ انتقال کا وقت قریب آگیا

میرا دل بھر آیا اور میں رو نے لگائیں نے کہا:

”مخدومہ! مجھ غریب و بے چارے کو آپ کس کے پر درکرتی ہیں؟“

فرمایا: ”اس کا جواب کل دوں گی۔“

میں نے اپنے دل میں کہا، اس وقت کیوں نہیں جواب دیتیں۔ یہ بھی فرمایا:

”کہ جاؤ رات شیخ نجیب الدین کے یہاں رہو۔“

ان کے فرمانے کے مطابق میں وہاں گیا۔ آخر شب میں صبح کے قریب خادمہ دوڑتی

ہوئی آئی کہ بی بی تم کو بداری ہیں ..... میں نے پوچھا خیریت ہے کہا ہاں .....

جب میں حاضرِ خدمت ہوا تو فرمایا کہ کل تم نے مجھ سے ایک بات پوچھی تھی میں نے

اس کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب میں اس کا جواب دیتی ہوں، غور سے سنو!

فرمایا! ”تمہارا دایاں ہاتھ کون سا ہے؟ میں نے اپنا ہاتھ سامنے کر دیا، میرا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا ”خدا یا اس کو تیرے پر درکرتی ہوں۔ یہ کہا اور جاں بحقِ تسلیم ہوں۔“

میں نے اس پر خدا کا بہت شکر ادا کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر والدہ سونے اور موتیوں سے

بھرا ایک گھر چھوڑ کر جاتیں تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔“ (ہفت روزہ خدام الدین، لاہور)

**تصریح اولیٰ غفرلنہ:** یہ وہی شہزادہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے لنگر کے ہفتہ میں

اوٹ پیازوں کا چھلکا اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ہاں یہ وہی شہزادہ با کمال ہیں جن کے بیک

وقت سات بادشاہ مرید ہتھے۔ ہاں جنہیں سلسلہ چشتیہ میں سلسلہ نظامیہ سے نوازا گیا۔ یہ

شان و مرتبہ مانا کردیا تھا مانا کہ ان کی محنت و ریاضت کو بھی دخل تھا لیکن ماں کی تربیت کو بھی

دخل ہے۔

ہماری اسلامی بہنوں کو بھی اپنے اسلاف کی ماں سے سبق سیکھنا چاہئے پھر دیکھیں

کہ تمہاری کوڈیں بھی ایسے ہیں موتی نظر آئیں گے۔ (ان شاء اللہ)

کتاب کو شناخت سے بچانے کے لئے یہ دو نمونے عرض کئے ہیں۔ اب چند تجھے  
مخفی بچوں کا ذکر کرتا ہوں اور اسی پر کتاب کا اختتام ہے کہ یہ مجاہدین اسلام اور اسلام کے  
نامور حضرات بھی ”اچھی ماوس“ کی اچھی تربیت کا نتیجہ ہے۔

دو تجھے مجاہد صحابی رضی اللہ عنہما

جب مخفرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صحابہ کرام اور دیگر ساتھیوں کا قافلہ جنگ کے  
لیے تیار کیا تو ان لوگوں کے جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے دو بھائی معوذ اور معاذ بہت متاثر  
ہوئے اور مخفرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر اس قافلے میں شرکت کی اجازت  
چاہی۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان بچوں کو پیار کیا اور کہا کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ جنگ کی تباہ  
کاریاں کیا جانو! لیکن بچوں میں جوشِ ایمان اس قدر رہا تھا میں مار رہا تھا کہ وہ بپندر ہے  
اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدموں پر گر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر رضامند کر لیا کہ وہ بھی  
جنگ میں جائیں گے۔

میدانِ بدر میں جب حق و باطل کے درمیان میدان کا ریز اگر مر ہوا تو معوذ اور معاذ  
نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ذرا بتانا تو کی وہ ابو جہل کہاں ہے  
جو ہمارے آقا و والی حضور صریح کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ نہیں سمجھتا ہے سانہیں بتایا گیا تو وہ منجے  
اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی لگن اور تر پلے کر اور اپنے سینوں کو نورِ ایمان سے منور کر کے اس کافر کی  
طرف لپکے اور ایک ہی وار سے اس قوی الجیشِ ظالم کا کام تمام کر دیا۔ میدان میں نعرہ نکبیر کی  
صدائیں کوئی تھیں اور لوگ ان دو بھائیوں کی بھادری اور جدائی کو دیکھ کر دوسرے بخیر نہ رہ  
سکے۔ کسی نے پوچھا کہ تم نے کس خیال میں اس قول کیا ہے وہ بولے کہ.....

”تم کھائی تھی مر جائیں گے یا ماریں گے“ ماری کو

سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب با ری کو

## رافع بن خدیج اور سرہ رضی اللہ عنہما ﷺ

غزوہ احمد میں مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر حضور سرہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فوج کا معاشرہ فرمایا اور جو لوگ کم عمر تھے انہیں واپس لوٹا دیا کہ جگ کے ہولناک موقع پر بچوں کا کیا کام۔ مگر جب حضرت ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم بہت چھوٹے ہو تو بھی واپس چلے جاؤ تو وہ فوراً انگوٹھوں کے بل تن کرکھڑے ہو گئے تا کہ ان کا قدر اونچا نظر آئے۔ چنانچہ ان کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ فوج میں شامل کر لیئے گئے۔

حضرت سرہ رضی اللہ عنہ جو ایک کم عمر نوجوان تھے جب ان کو واپس کیا جانے لگا تو انہوں نے عرض کیا کہ میں رافع بن خدیج کو ششتی میں پچھاڑ لیتا ہوں اس لیے اگر وہ فوج میں لے لئے گئے ہیں تو پھر مجھ کو بھی ضرور جگ میں شرک ہونے کی اجازت ملنی چاہئے۔ چنانچہ وہ نوں کا مقابلہ کرایا گیا اور واقعی حضرت سرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع بن خدیج کو زمین پر دے مارا اس طرح ان دو پُر جوش نوجوانوں کو جگ احمد میں شرکت کی سعادت نصیب ہو گئی۔

## یتیم شہید بچہ ﷺ

حضرت عبدالواحد بن زید قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم جگ کی تیاری کر رہے تھے میں نے اپنے ایک ساتھی کو کہا کہ مجلس میں زور سے قرآن پاک کی پہی دو آیتیں

اَنَّ اللَّهَ اَشْرِى مِنَ الْعُؤْمَنُونَ الْخ

پڑھ دے تا کہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب نصیب ہو۔ چنانچہ جب یہ دو آیتیں پڑھی گئیں تو ہمارے ہاں ایک نوجوان جس کی زیادہ سے زیادہ پندرہ سال عمر ہو گی حاضر ہوا اور وہ تھا بھی یتیم۔ یعنی انہی ایام میں اس کا باپ فوت ہو چکا تھا اور اسے وراثت میں بکثرت مال

و دولت حاصل ہوئی تھی اس نے مجھے کہا اے عبد الواحد بن زید کیا یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جان و مال لے کر بہشت عنایت فرماتا ہے۔ میں نے کہا ہاں بالکل صحیح ہے اُس نے کہا تو پھر آپ کواہ ہو جائیے میں مال و جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے بہشت لیما چاہتا ہوں۔ میں نے اُسے کہا عزیز ذرا سوچ لیجئے۔ تلوار کی تختی بہت تیز ہوتی ہے اور تو ابھی بچھے ہے معلوم تلوار کی تختی تم برداشت نہ کر سکو اور پھر اس عزم سے باز رہو۔ اس نے کہا ”اے عبد الواحد بن زید“ یقین کیجئے میں نے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی جان و مال بہشت کے عوض پیش کر دی۔ اب اس عزم سے بٹنا کسی ماقص العقل کا کام ہوگا۔ آپ کواہ رہیں میں اپنے عزم پر ڈننا ہوا ہوں۔ حضرت عبد الواحد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پچھے کی ان باتوں سے ہم سب حیران تھے اور ہم سب اپنے آپ کو ملامت کرتے کہ چھونا بچھو ہو کر کتنا بحمدہ رکھتا ہے اور ہم کمزوری کا ثبوت دے رہے ہیں وہ نوجوان مجھے مذکورہ بالا باتیں کہہ کر گھر چلا گیا اور واپس آ کر گھر کا سارا سامان میرے سپرد کر دیا۔ صرف ایک گھوڑا ایک تلوار و جنگی ضروریات کیلئے تھوڑا سا مال اپنے پاس رکھا۔ جب روانگی کا وقت قریب ہوا تو سب سے پہلے شکر گاہ میں حاضر ہو کر کہا السلام علیکم! میں نے سلام کا جواب دے کر کہا ”تیری تجارت انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائے گی۔“ اس کے بعد سب چل پڑے اور وہ نوجوان ہمارے ساتھ تھا اور اتنا شوق کہ دن کو روزہ سے رہتا اور رات میں عبادت میں مصروف۔ بلکہ ہم سب کی اور ہماری سواریوں کی بڑی شوق سے خدمت کرتے ہوئے چلتا رہتا۔ اور جب ہم سو جاتے تو وہ ہم سب پر پھرا دیتا۔ یہاں تک کہ دارالروم (میدان جنگ) میں پہنچ تو وہ اچانک بڑے زور سے کہتا تھا ”لائے“ ”العيناء المرضيه“

میرے ساتھیوں نے کہا افسوس نوجوان کو وہ سے شیطانی نے گھیر لیا اب اس کا دماغی تو ازن بھی صحیح نہیں رہا۔ میں نے اسے بلا کر پوچھا عزیز، ”العيناء المرضيه“ کا کیا